

ندائے خلافت

www.tanzeem.org



تanzeeem
الاسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

16

مسلسل اشاعت کا
32 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

27 رمضان المبارک تا 3 شوال 1444ھ / 24 اپریل 2023ء

عید کا پیغام

اسلام نے عید کے دن کو محظی خوشی و مسرت کا دن بنیں قرار دیا ہے بلکہ اس نے خوشی و مسرت کے دن کے ساتھ ساتھ اسے تعزیز و تجلیل، ذکر و عبادت اور اپنے مسلمان بھائیوں میں جو محتاج اور مظلوم الحال میں ان کی امداد و غم گساری کا دن بھی قرار دیا ہے۔ خوشی و مسرت کے نام پر دوسری قوموں میں جو ہر طرح کی آزادی پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام اپنے ماننے والوں کو اخلاقی اور شرعی حدود کا پابند بناتا ہے اور انہیں بے لگام نہیں چھوڑ دیتا ہے۔ مسلم نبہہ احکام شریعت اور اپنے پیغمبر اسلام علیہ السلام کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے اور جو پابند نہیں کرتا وہ چاہ مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے بنوں کو ایک پر مشقت عبادت کے بعد خوشی کا ایک دن میر کیا گیا تاکہ وہ اللہ کا ٹھکر ادا کریں اور اللہ کی تعریف کریں۔ «وَلِشُكْرِيْوَاللَّهِ عَلَىٰ مَا حَذَّرْنَاهُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشَكُّرُونَ» ﴿۱﴾ اللہ کی تعریف کے اس نے ہم کو یہ مشقت و تعزیز والی عبادت کی توہین وی اور اس بات پر ٹھکر کر اس نے اہل اسلام کو مکمل طبقہ انہوں میں تعزیز ہونے کا حکم دے کر ہمیں محبت و مودت کی خوبصورت لای میں پروردیا۔ عید کی نماز میں جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم با ہمی کدوں تین اور تقریباً سی، قبائلی و ملائقی تعلقات، مسلکی و سیاسی تعلقات اور افرادیات کو جملائ کر اسکے ہو کر اہل اسلام کی یہاں تک ہمیں مظاہرہ کیا جائے۔ عید کا دن پیغام ہے ہر اس روزے دار کے لیے جس کے لیے کہ یہ دن واقعی ہمیں سے آزادی کا دن قرار پا گیا۔ جس روزہ دار نے اپنے گناہ معاف کروائیے، جو اللہ کا ویسا بندہ ہے گیا جیسا رمضان بناتا چاہتا تھا۔ جس کو رمضان نے حلم و برداشتی، غفو و درگز رتواضع و عاجزی اور عبادت و ریاضت کا پابند بنا دیا۔ جس روزہ دار کے دن اطاعت و فرمادہ داری سے اور راتیں قیام سے مزین ہو گئیں اور جو یہ سب نہ کہا کا وہ اپنا محاسبہ کر لے۔ ابھی زندگی کی رونق باقی ہے، ابھی سانس چل رہی ہے، ابھی تبدیلی کا امکان باقی ہے۔ پروفیزر زید حارث صرف نئے کپڑے چین کر عبیدی خوشیوں میں شریک ہونے والا مسلمان یاد رکھ کر حقیقی خوشی تو اس کی ہے کہ کام سے اقتباس جس کا دل اللہ کی محبت سے بھرپور کا ہے، جس کے دل میں گناہ سے نفرت کا مضبوط بیج پوچا جا کر کا ہے۔

اس شمارے میں

عید الفطر: مسلمانوں کی خوشی کا دن

مغفرت بذریعہ توبہ.....

عید آزاد ایا عید مکومات

دو روزے

کام چوری

پاکستان میں سیاسی اور عدالتی بحران



﴿آیات: 215-217﴾

سُبْرَةُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الشَّعْرَاءَ

وَأَخْفَضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ
فَقُلْ إِنِّي بَرِّي عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾

آیت: ۲۱۵ (وَأَخْفَضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) ”اور اپنے بازو جھکا کر رکھیں اُن کے لیے جو آپ کے پیروکار ہیں مُؤمنین میں سے۔“

حضور ﷺ سے فرمایا جا ریا ہے کہ آپ مُؤمنین کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں اور ہمیشہ ان کی دلچسپی فرمائیں۔ جیسا کہ قبل از یہ بھی ذکر ہو چکا ہے، سورۃ الشراء اور سورۃ الحجرا زمانہ نزول ایک ہی ہے اور اسی لحاظ سے ان دونوں سورتوں میں گہری مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے ملتے جلتے الفاظ سورۃ الحجرا کے آخر میں بھی آئے ہیں: (وَأَخْفَضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) ”اور اہل ایمان کے لیے اپنے بازو جھکا کر رکھیں۔“

آیت: ۲۱۶ (فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِّي عَمَّا تَعْمَلُونَ) ”پھر اگر یہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دیجیے کہ میں بڑی ہوں اس سے جو کچھ تم کر رہے ہو۔“

سورۃ الکافرون میں بھی اسی طرح دلوں کا نداز میں حکم دیا گیا ہے: (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكُفَّارُونَ ۖ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۖ وَلَا
أَنْتُمْ عَبْدُونَ مَا أَعْبُدُ ۚ) ”آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا اُس کی جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔“ اور پھر آخر میں بہت واضح طور پر اعلان براءت کر دیا گیا: (لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ) ”تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔“

آیت: ۲۱۷ (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ) ”اور (اے نبی ﷺ!) آپ بھروسہ کیجیے اُس اللہ پر جو بہت زبردست نہیاں رحم کرنے والا ہے۔“



مصیبت زدہ کے ساتھ اظہار ہمدردی

درس
مدیث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى : (مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَمْ يَفْلُ أَجْرِهِ) ((رواہ ترمذی))
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لیے مصیبت زدہ کا سامنے اجر ہے۔“

تشریح: موت یا یہی کسی اور شدید حادث کے وقت مصیبت زدہ کو تسلی دینا اور اس کے ساتھ اظہار ہمدردی اور اس کا غم بلکہ کرنے کی کوشش کرنا بلاشبہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی پدایت اور ترغیب دیتے تھے۔

نذر خلافت

خلافت کی بنا اور دنیا میں ہو پھر استوار
الگزیں سے نہ ہوندے اسلام کا قلب مجھے

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظام اخلاق اخلاق کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 رمضان تا 3 Shawal 1444ھ جلد 32
18 اپریل 2023ء شمارہ 16

مدیر مسنول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون فرید اللہ مرتو

نگران طباعت: شیخ حبیم الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
محطبع: مکتبہ جدید پرنسپلز، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی وظہر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ میان روڈ ہر ہجہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-78
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے مائل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-03، 35834000، nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سامانہ زر تعاون

اندرونی ملک 800 روپے

بیرونی پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، پاکستان، ایریکہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک ٹول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا ضمون اکار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر تلقین ہونا ضروری نہیں

عید آزاداں یا عیدِ محکوماں

قرآن پاک سے یہ ثابت ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانی ارواح کو جسد عطا کرنے سے پہلے ان کا ایک اجتماع کیا اور ان سے پوچھا: ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہو؟“ انہوں نے اجتماعی طور پر اقرار کیا ”کیوں نہیں؟“ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا میں آنے والے آخری انسان نے عالم ارواح میں یہ اقرار کیا تھا کہ اللہ ہی اس کا رب ہے۔ رب عربی میں ماں کو کہتے ہیں۔ گویا پوری انسانیت اللہ کی اقرار کردہ اور تسلیم شدہ غلام ہے۔ اللہ نے اس روح کو جسد دے کر اس فانی دنیا میں بھیجا تو اس اقرار کی یاد دہانی کے لیے اور اسے تازگی بخشنے کے لیے ان ہی بندوں میں سے کچھ کو اپنے نمائندے کی حیثیت سے بھیجا، تاکہ بندگی رب کے شعور سے بہرہ در بندوں کو آداب غلامی کے صحیح طریقے سکھائے جائیں۔ یہ خصوصی نمائندے انبیاء اور رسول کہلانے۔ ان میں سے بعض کو صحنے اور کتابیں دے کر بھیجا گیا۔ ان انبیاء اور رسول نے انسانوں کو کس نوعیت کی دعوت دی اور الہامی صحفیہ اور کتابیں کیا پکار پکار کر کہتی رہیں، ان کا خلاصہ اور جزو زیستی کی کوشش کی جائے تو وہ یہ ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ ساری کائنات کا خالق، مالک رازق، پروردگار اور مشکل کشا صرف اللہ ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا ذکر کوئی سماجی، کوئی ہمسر ہے نہ اس نے کسی کو جانا اور وہ کسی سے جانا گیا ہے۔ انسان سب برابر ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عربی کو جنگی پر برتری حاصل نہیں البتہ فضیلت کی بنیاد تقویٰ ہے۔ کسی انسان کو دوسرے انسان کامیابی، جانی، معاشرتی اور سیاسی احصان کرنے کی اجازت نہیں۔ افرادی اور اجتماعی طور پر انسانوں کو احکامات الہی اور انبیاء اور رسول کے ذریعے لاؤ کوئی گئی شریعت یعنی قانون اور رضا بطیل کا پابند ہونا ہوگا۔ لیکن انسانی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے انسان نے بالعموم با غیارہ روش اختیار کی۔ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے خدائی اختیارات اپنے لیے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہر فرعون، نمرود، هتلار بیش کو عارضی کامیابی کے بعد ابدی ناکامی ہوئی اور عمر تاک انجام سے دوچار ہوئے، لیکن کسی نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ ان میں سے ہر ایک نے انسانی حقوق غصب کرنے اور انسانوں کا احصان کرنے کے لیے ایک جیسے بھی اور مختلف حریبے بھی استعمال کیے، لیکن ناکامی ان سب کا مقدار بنتی۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان انسان کے زخمی غلام ہوتے تھے۔ غلام کی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں بھی اپنے اس مالک کے لیے وقف ہوتی تھیں حتیٰ کہ وہ اس کی جان کا مالک بھی ہوتا تھا۔ اگر کوئی مالک اپنے غلام کو قتل بھی کر دیتا تو یہ اس کا حق سمجھا جاتا تھا۔ جی کرم سلطنتی کے دور مبارک میں غلامی کی تمام قسموں کو ختم کر دیا گیا۔ اسے بتگل قید یوں کے، ان کی رہائی اور آزادی کے بھی کئی طریقے مقرر کر

دیے گئے۔ پھر یہ کہ ان سے حسن سلوک کی جس طرح اور جتنی تاکید کی گئی یہ کہا جا سکتا ہے کہ غلامی کا پرانا تصور ایک طرح ختم ہو گیا۔ خلافت نے جب باشہرت اور شہنشاہیت کا الباہد اوژھ لیا تو اقتدار اور کشور کشاںی کی ہوس نے ریاستوں اور ممالک کو غلام یا باجگوار بنانے کی راہ دکھائی۔ جس کی ہندوستان میں مثل، تغلق اور لوہی وغیرہ واضح مثالیں ہیں۔

غیر اسلامی دنیا پہلے ہی ”جس کی لاٹھی اس کی بھیں“ کی قائل تھی۔

ستر ہوئی صدی عیسوی میں دنیا بھر میں مسلمانوں کا زوال اپنے عروج پر پہنچ گیا اور تمام اسلامی ممالک بلا واسطہ یا بالواسطہ غیروں کے تسلط میں آگئے۔ عیسوی صدی کے آغاز میں مسلمان ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں اور اس صدی کے وسط تک مسلمانوں نے جانی و مالی قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی۔ ہم نے ہمیشہ ان کے جوش اور جذبے کو سراہا ہے لیکن آج اگر حالات کا معروضی جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں کہ مسلمان اگر آزادی حاصل کرنے اور غیروں کو اپنے ملکوں سے نکالنا چاہتے تھے تو غیر بھی انداز حکمرانی کو بدلتا اپنے لیے ناگزیر سمجھنے لگے تھے۔ بات کو اگر کھول کر بیان کیا جائے تو وہ یوں ہے کہ انیسوی صدی میں جمہوریت کے غلغلے اور بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی نے ان حکمرانوں کے لیے کچھ مشکلات پیدا کی تھیں، لہذا انداز حکمرانی بدلنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ حکمرانی کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا وسائل پر جابرانہ قبضہ کرنے کے لیے پہلا کام یہ کیا گیا کہ ریاست اور مدد ہب کا رشتہ کاٹ دیا گیا اور ان کے راستے الگ کر دیے گئے، تاکہ کوئی اخلاقی یا مادرانی قدغن اس تسلط کے راستے میں حائل نہ ہو سکے۔ سامنے اور نیکناوجی کی ترقی اور کاغذ کی کرنی نے ان کے کام کو آسان کر دیا۔ مواثیقات کی ترقی نے دنیا کو چھوٹا کر دیا تھا۔ حاصل شدہ وسائل سے میدیا کو خریدا گیا اور نظریات کی خرید و فروخت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ظاہر ہے، وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے اسی گروپ کو ایسا میاہی حاصل ہوئی۔ اس حکمران گروپ نے ایک قدم اور بڑھایا اور سرمایہ کو بیجا کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں ملیٹیشن کمپنیاں قائم ہو گئیں اور اس سرمایہ پرست نظام کے مقابلہ میں جو نظام تھے اپنی کھل پتی حکومتوں کے ذریعے ان پر حملہ آرہوئے۔ سو شلزم اور کیوں زم اگرچہ انسانی استعمال ختم کرنے کے جھوٹے دعوے دار تھے تب بھی انہیں قبول نہیں تھے لہذا سرمایہ یوں کی نشانہ بن کر اشتراکیت کا جنازہ نکال دیا گیا۔

یہ سرمایہ پرست گروپ باہم خصم ہوتے ہوئے اب چند ملکوں کے عید آزاد اسلامی ملک و دیں
عید حکومان ہجوم مومین



مفہوم پر رکھنے والی اسلام اور قرآن

(سورہ الزمر کی آیات: 53 تا 55 کی روشنی میں)



مسجد جامع القرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے 17 اپریل 2023ء کے خطاب جمعہ کی تخلیق

شک کے لیے تو پڑو دیتے ہیں۔ یہ ذرا ایک حس نظر

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں بھی ارشاد فرمایا:

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ (النَّعَمَ: 54)

”تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے“

حدیث مبارک کا حاصل ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿(سَبَقْتُ رَحْمَتِي عَلَىٰ غَضْبِي)﴾ ”میری رحمت میرے

غصب پر حاوی آگئی ہے۔“

اللہ کے رسول فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے

سو حصے فرمائے ایک حصہ اللہ نے مخلوق کو دیا ہے اور

99 حصے اپنے پاس رکھے۔ مخلوق میں تمام مخلوقات شامل

ہیں۔ چنانچہ روایت میں ذکر ملتا ہے کہ ایک ہوڑی بھی

جب بشریکہ تو پچی ہو۔ اس کی تفصیلی روایات میں جائیں تو

حضرت وحشی بن جنہوں نے حضرت امیر حمزہؑ کو شہید

کیا تھا جب ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے شک بھی کیا ہے اور اسد اللہ

وادر رسول (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر) کو میں

نے شہید بھی کیا تھا، کیا میری بھی معافی ہو جائے گی۔ اللہ

کے رسول ﷺ نے فرمایا: تو بھی تو بھی کرتے ہو اور اسلام

قول کر لے تیری بھی تو پر قبول ہو جائے گی۔

سورۃ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّهُ لَا يَأْيُنُنَّ مِنْ رَّوْجِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكُفَّارُونَ﴾ (یقیناً اللہ کی رحمت سے مایوس تو بہیں

کافر ہی ہوتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھنا ہمارے ذمہ فرض ہے اور

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ

سارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ لیکن گناہوں کی

معافی کے لیے تو پر ضروری ہے اور اس رجوع اور پلنٹے کا

خطبہ مسنوں اور طاولت آیات کے بعد

رمضان کا مہینہ رحمت، مفترضت اور دعاوں کی

قبولت کا مہینہ ہے۔ ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم اپنی

بخشش کے لیے اللہ سے رجوع کریں، پھر تو پر کریں

اور قرآن سے اپنا تعلق جوڑ لیں۔ اس حوالے سے

سورہ الزمر کی تین آیات میں تین انتہائی اہم باتیں بیان

ہوئی ہیں۔ آج ہم ان تین باتوں کو جانے کی کوشش

کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ پہلی آیت میں فرمایا:

﴿قُلْ يَعْبُدُوا حِلْلَتِنَّ أَشْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا

تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ يَعْفُرُ اللَّذُوْتَ

بِجَنِينِعَاطِ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الزمر)

”اے نبی ﷺ!“ آپ کیسے: اے میرے وہ بندوں

جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت

سے مایوس نہ ہونا! یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرمادے

گا۔ یقیناً وہ بہت بخشش والا نہیات رحم کرنے والا ہے۔“

مفسرین نے اس آیت کو قرآن حکیم کی سب سے

زیادہ امید افضا آیت قرار دیا ہے کہ جس میں اللہ اپنے

حیبیں ﷺ کے ذریعے لوگوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ جو

کوئی گناہ کر چکے ہیں تو وہ مایوس نہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ

چاہے تو سارے گناہوں کو معاف فرمادے، بے شک وہ بہت

بخشنے والا نہیات رحم فرمانے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَعَالَ لِيَأْيُوبُنُدُ﴾ (ابرون) ”وہ جوارا دکر کے

کافر ہی ہوتے ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿لَا يُسْتَأْنَدُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ (الأنبياء: 23) ”وہ جو کچھ

کیوں نہ پخت جائیں تو اللہ کوئی پرواہ نہیں ہے البتہ شکر نہ

کرو۔ باقی تمام گناہ اللہ چاہے تو معاف کر دے گا۔ البتہ

کرتا ہے اس سے جواب دنی نہیں ہو سکتے۔“

مرقب: ابو ابراہیم

پہلی بات: مایوس نہ ہونا

حدیث میں آتا ہے تمہارے گناہ آسمان تک

کیوں نہ پخت جائیں تو اللہ کوئی پرواہ نہیں ہے البتہ شکر نہ

کرو۔ باقی تمام گناہ اللہ چاہے تو معاف کر دے گا۔ البتہ

کرتا ہے اس سے جواب دنی نہیں ہو سکتے۔“

بنی روزہ ندانی خلافت لاہور 3 مارچ 1444ھ / 24 اپریل 2023ء

حاصل جھک جانا بھی ہے جو کہ اسلام کی روشن ہے۔ یہ بات
اگلی آیت میں آرہی ہے۔

دوسری بات: اسلام

«وَأَذِّنْبُوا إِلَى رِيْكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ آنَ
يَا تَسْكُمُ الْعَذَابَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ» (۶۷) اور
اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہیں
جاوہر اس سے پہلے کتم پر عذاب مسلط ہو جائے پھر تمہاری
کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔ (ازم: 54)

بچی توپ کے لیے زیر مطالعہ آیات میں اگلی
بات بیان کردی گئی کہ اپنے رب سے رجوع کرو اور
اسلام لے آؤ یعنی اپنے رب کی فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ
نہیں کہ رمضان کے جھیں داؤ نہیں بلکہ اور اس کے
بعد فارغ ہو گئے۔ رجوع اور توپ کا اصل مقصد یہ ہے کہ
بقیہ زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ اللہ کی رحمت
تو ہم ٹھیک مارتے سمندر کی مانند ہے گرام اپنے آپ کو اللہ
کی رحمت کے متعلق تو بنا۔ پھر اس کی شان کریں دیکھو،
سورہ فرقان میں ذکر آتا ہے کہ:

«فَأَولَئِكَ يُتَبَّعُ اللَّهُ سَيِّدُ الْجَهَنَّمَ حَسَنَتٌ طَ»
(آیت: 70) ”تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ
نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔“

توپ کے تقاضوں میں یہ بھی شامل ہے کہ حقوق العباد
کے حوالے سے جو کتابیاں ہوئی ہیں ان کی بندوں سے
معافی مانگی جائے اور ان کا حق ادا کیا جائے مگر رحمت کے بیان
میں ذکر ہو رہا ہے کہ بچی توپ لے کر آؤ تو صرف معافی ہی نہیں
ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو نیکی میں بھی بدل دے گا۔
اللہ توپیا ہے۔ اللہ کے رسول میں یہ تینی فرماتے ہیں:

”تمام نبی آدم خطرا کار ہیں اور بیتِ بن خطرا کار وہ ہیں، جو
کثرت سے توپ کرتے ہیں۔“ (سنن الترمذی)

توپ روح کا عمل ہے جس طرح جسم کا عمل کرنے سے
بندوں پاک صاف ہو جاتا ہے، اسی طرح بچی توپ سے انسان
کی روح پاک صاف ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
«إِنَّ اللَّهَ يَعْفُرُ الظُّنُوبَ بِحِينَعَاطِ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ» (۶۸) ”یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرمادے
گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا نہیا ہت رحم کرنے والا ہے۔“

بڑے سے بڑا کافر، بڑے سے بڑا مشرک بچی توپ سے کر
اجائے تو اللہ معاف فرمادے گا۔ اللہ کے رسول نے فرمایا
اسلام کو قبول کر لینا پچھلے سارے گناہوں کو منادیتا ہے۔

مسلمان بھی اگر بچی توپ کر لیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے
گا۔ توپ کی کچھ شراثاٹ بھی ہیں۔ دل میں ندامت کے
جدبات بھی ہوں کہ میں نے اللہ کو نار ارض کیا ہے، میں نے
اللہ کے احکامات کو توڑا ہے، اس ندامت کا اظہار آنکھوں
سے بھی ہو، آنسو کے بھی ہو، حدیث میں آتا ہے کہ
وو قدرے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ ایک اللہ کے خوف سے
بنے والا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اللہ کی راہ میں بنے والا خون
کا قطرہ۔

اللہ توپ وقت معاف کرنے کو تیار ہے مگر ہم اس
قابل تو نہیں۔ خاص طور پر رمضان کا دوسرا عشرہ مفترکت کا
عشرہ ہے، ہمارے پاس بہترین موقع ہے کہ اپنی بخشش
کے لیے اپنا احتساب کریں، جو گناہ کیے ہیں ان پر نادم بھی
ہوں اور اللہ سے رود رک گناہوں کی معافی بھی مانگیں۔ پھر
اپنی طرف ہدایت اُسے دیتا ہے جو خود رجوع کرتا ہے۔

پریس ریلیز 14 اپریل 2023ء

ریاستی اداروں کی کھلی جنگ اور معاشی بدحالی نے پاکستان کوتباہی کے کنارے لاکھڑا کیا ہے

شجاع الدین شیخ

ریاستی اداروں کی کھلی جنگ اور معاشی بدحالی نے پاکستان کوتباہی کے کنارے لاکھڑا کیا ہے۔ یہ
بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف
حکومت اور اپوزیشن کا تازعہ ذاتی دشمنی میں تبدیل ہو چکا ہے حکومت کی عوامی بہبود کی طرف رتی بھر
تو چڑھیں۔ عوام مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں مخصوص بچے بھوک سے بلکہ رہے ہیں۔ لوگ
مفت آٹا حاصل کرنے کی کوشش میں جان کی بازی ہار رہے ہیں۔ بنیادی انسانی حقوق بڑی طرح
تفہور ہو رہے ہیں۔ جس سے ملک افراتی کا شکار ہو چکا ہے اور دوسرا طرف انتظامیہ اور عدیہ
جیسے انتہائی اہم ریاستی اداروں میں کھلی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ ملک کی سلامتی کو شدید خطرات
لاحق ہو چکے ہیں لہذا تمام ریاستی اداروں اور سیاسی جماعتیں کافر ہے کہ ذاتی عناواد دشمنی کو چھوڑ
کر ملک کے وسیع تر مفاد میں اقدامات اٹھائیں اور مل کر ایسا لاحож عمل طے کریں جس سے ملک
انتشار سے بچ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد جمہوریت کا عکروہ چہرہ بھل کر سامنے آپکا ہے اس کا
کھوٹا پین مزید واضح ہو چکا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نظریہ پاکستان کو عملی تبدیلی
ہوئے پاکستان میں نظام خلافت کو قائم کیا جائے تاکہ ملک میں درپیش جملہ مسائل کو حل کیا جاسکے
اور ہماری دنیا اور آخرت دونوں سورجاء میں۔

(جاری کردہ: مرکزی شبکہ نشر و اشتاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

﴿الْجَنَّةُ ۖ عَلَمُ الْقُرْآنِ﴾ ”رَحْمَةٌ نَّزَّلَتْ قُرْآنَ

”سَكَمْيَاً“.

یہ قرآن اللہ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر ہے جو رحمت الملائیں محمد مصطفیٰ کریم ﷺ کے ذریعے سے عطا کیا گیا اللہ کی رحمت کے سخت بنناچا جتے ہو تو قرآن کی اتباع کرو۔ اگرچہ مخفی شے یا تلاوت کرنے کا بھی ثواب ملے گا مگر اس سے آگے بڑھ کر **”ہدی للناس“** قرآن لوگوں کے لیے بدایت ہے۔

اس سے بدایت حاصل کی جائے اور جو بدایت حاصل ہواں کو مخفی تقریر و بیان تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اماں عائشہ رض سے پوچھا گیا حضور ﷺ کے اخلاق کیا ہیں۔ فرمایا: اللہ کے رسول تو جسم قرآن ہیں۔ قرآن کی عملی شکل، دینی ہوتا حضور ﷺ کی سیرت میں دیکھو۔

آج اس معاشرے میں کرکٹ کے وحدتے نظر آجائے ہیں، اپنے مفادات کا بچایا جانا نظر آ جاتا ہے، قلمیں، ڈرامے، ناچ کا نظر آ جاتے ہیں، مغربی تہذیب، دجالی تہذیب میں بنتا ہو کر اس کی رسومات کو اختیار کرنا نظر آ جاتا ہے، مگر قرآن چنان پھرتا نظر نہیں آ رہا۔ الاماشاء اللہ۔ فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ﴾ وَمَا هُوَ بِالْمَهْذِلِ

(اطارق) ”یہ (قرآن) قولِ فضل ہے۔ اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔“

کوئی ایسی نہیں ہے جس کو تم نظر انداز کرو بلکہ یہ فیصلہ کن کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهِنَّا الْكِتَابَ أَفَوَإِنَّا وَيَصْنَعُ بِهِ أَخْرِيَنِ)) ”اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو عامِ عروج تک پہنچا گا اور اسی کو توڑ کرنے کے باعث کچھ کوڈیں خوار کر دے گا۔“ (مسلم شریف)

آج اسرائیلی فوج مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر تمام یوں پر علم و تم کر رہی ہے۔ مسلم حکمران بیانات سے زیادہ کچھ نہیں کر پاتے۔ آج امت اپنی ذلت کا تماشا خود دیکھ رہی ہے۔ اسی قرآن کی وجہ سے اس امت کو عروج ملا تھا اور اسی قرآن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے آج دنیا میں ذلیل ہو رہی ہے۔ یہ دنیا کی ذلت ہے جو عارضی ہے لیکن آخرت جو مستقل زندگی ہے وہاں بھی دونوں بات قرآن کی ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((القرآن حجۃ

اسلام پر ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ کلمہ بھی ضروری ہے، ایمانیات بھی ضروری ہیں، عبادات بھی ضروری ہیں مگر زندگی کے ہر گوشہ پر اللہ کے دین کو غالب کرنا بھی ضروری ہے۔ دین جہاں عبادات کی تعلیم دیتا ہے وہاں معاملات، اخلاقیات، حقوق العباد، سیاست، معیشت، معاشرت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَوْا إِذْهَلُوا فِي الْتَّلِيمِ كَافَّةً﴾ (ابقر: 208) ”اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

اللہ چاہتا ہے کہ ہماری افرادی زندگی، ہمارے گھر، ہماری مارکیٹوں، عدالت، سیاست کے ایوانوں سمیت ہر جگہ اسلام ناذن ہو۔ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کیلئے پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اپنے وجود پر میرا اختیار ہے تو یہاں فوراً اسلام کو ناذن کروں، پھر اپنے گھر میں میرا جتنا اختیار چلتا ہے اس کے مطابق شریعت کے احکام پر عمل درآمدی کو شش کروں، پھر معاشرے میں دعوت بھی دوں۔ پھر اس بندگی والے نظام کو غالب اور قائم کرنے کی جدوجہد کرنا بھی دین میں شامل ہے۔ خطالیں ہر انسان سے ہوتی ہیں لیکن توہبہ کا دروازہ بھی ہر وقت کھلا ہے۔ اللہ رحیم ہے، رحمان ہے مگر اللہ کی رحمت کے مستحق بننے کے لیے طلب و تربیت بھی پیدا کرنی پڑے گی، رجوع بھی کرتا پڑے گا، کچی توپ بھی کرتی پڑے گی اور پھر اس کا اطمینان پورے کے پورے اسلام پر عمل سے بھی ہونا چاہیے۔

تیرسی بات: قرآن کی پیروی
﴿وَاتَّقُوا أَخْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رِّبِّكُمْ
 قِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابَ بَعْدَهُ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

((الزم)) اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جواناز کیا گیا ہے تھا ری طرف تھا رے رب کی طرف سے اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آدمیکے اور تمہیں اس کا گمان نہ کرو۔“

قرآن کی اتباع کرو جو اللہ کا بہترین کام ہے اور اللہ نے اپنی رحمت کے طفیل مطاف فرمایا سورہ یوسف میں فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں معاف کرو۔ تو یہیں دوسری شرط پر پورا اترتا ہو گا:

﴿Qul iyya fadil اللَّهُ وَbِرَحْمَتِهِ﴾ (آیت: 58)
 (اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیجئے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے۔

سورہ طعن کے شروع میں فرمایا:

”میں رجوع کا جذبہ تو پیدا ہو۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ ابو یہب رسول اللہ ﷺ کا بچا بھی تھا، پڑوی بھی تھا، اسے قرآن کی زبان بھی آتی تھی، حضور ﷺ کو اس کو خود بدقت ساختا کر ساتے، اس کے پاس کتنا سہرا موقع تھا مگر حضور کی تربیت نہیں تھی، نامراہ مسحرا۔ اس کے بر عکس حضرت سليمان فارسی پرست ایک مشرک گھرانے میں پیدا ہوئے جو آگ اور بتوں کی پوچا کرتا تھا، لیکن آپ میں حق کی طلب تھی، اللہ تعالیٰ سے رجوع کی تربیت تھی، فارس سے چلے، مکون ملکوں کا سفر کیا، بھی ایک راہب، بھی دوسرے، کبھی تیر سے سے حق کی تلاش میں ملے، آخری راہب نے کہا کہ بھورو والی زمین میں اللہ کے آخری پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے وہاں چلے جاؤ۔ سليمان بھی تربیت لیے مدینے پہنچے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ سليمان ہمارے اہل بیت میں شامل ہے۔ اللہ اکبر۔ اسی طلب اور تربیت کی اللہ کے ہاں قادر ہے۔ سورہ شوریٰ (آیت: 13) میں اللہ فرماتا ہے جو بندہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اللہ آسے بدایت دے دیتا ہے۔

یہ رمضان ہمارے دلوں کو نرم کرنے کے لیے آیا ہے، روزہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر رب کا خوف، تقویٰ پیدا ہو۔ اگر اس کے باوجود بھی ہمارے دل نرم نہیں ہوئے، دلوں میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوا، لگنا ہوں پر شرمدگی محسوس نہیں ہو رہی، اپنے رب سے ملنے کی طلب اور تربیت پیدا نہیں ہو رہی تو پیدا نہیں اپنے آپ پر ترس کھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرے، میں دل میں یاد کرتا ہوں، کسی مجلس میں یاد کرے میں اسے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ میرا بندہ ایک بالشت میری طرف آئے میں ایک ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں، میرا بندہ ایک ہاتھ بھر میری طرف آئے میں دو ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں میرا بندہ جھل کر میری طرف آئے میں دو ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں۔ (حجج، بخاری)

”هم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں معاف کرو۔ تو یہیں دوسری شرط پر پورا اترتا ہو گا:

﴿وَأَنْسِلْمُوا﴾ اور اس کے فرمادہ رہن جاؤ۔ یعنی مسلم ہو جاؤ۔ ہم سمجھتے ہیں بس کلمہ پڑھ لیا تو اسلام میں داخل ہو گئے، رمضان میں تھوڑی محنت کر لی تو

لک او علیک)) یعنی یہ قرآن یا تو تمہارے حق میں جنت ہوگا یا تمہارے خلاف جنت ہوگا۔

ہم چاہتے ہیں کہ روز قیامت قرآن ہماری شفاعة کرے لیکن اگر قرآن ہمارے خلاف گواہ بن کر کھرا ہو گیا تو کیا ہوگا؟ یعنی کریم سلطنتیہم و کلابت لے کر کھڑے ہو گئے تو کیا ہوگا؟ سورہ فرقان میں فرمایا:

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَدْعُ إِنَّ قَوْمِيَ الْمُخْلُوقُوا هُنَّا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾ (۱۶) اور رسول نے کہا (یا رسول کہے گا): اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو جھوڑی ہوئی چیز بنا دیا۔

سب سے بڑا کہ اگر خود اللہ ہی بندے کے خلاف کھرا ہو جائے تو پھر کیا نجام ہوگا؟

”اور حس نے میری یاد سے اعراض کیا تو یقیناً اس کے لیے ہوگی (دنیا کی) زندگی بہت سُنگی والی اور ہم اٹھا کیں گے اسے قیامت کے دن انداھا (کر کے)۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! اٹونے مجھے انہا کیوں اٹھایا ہے، جبکہ میں (دنیا میں) تو پینائی والا تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو تم نے انہیں نظر انداز کر دیا اور اسی طرح آج تمہیں بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔“ (سورۃ طہ: 124-126)

تمہارے پاس میری کتاب کے لیے وقت نہیں تھا، آج میرے پاس تمہارے لیے اپنی رحمت میں سے کچھ نہیں ہے۔ استغفار اللہ! الہذا اس قرآن کو بہکانہ لیا جائے۔ یہ زندگی اور موت کا منہد ہے۔ قرآن کا صرف پڑھنا سنا کافی نہیں، سمجھنے اور بدایت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور پھر اس کے احکام پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اجتماعی سطح پر اس کے مطابق نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا بھی ضروری ہے۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا:

”اے نبی! سلطنتیہم کہہ دیجیے: اے کتاب! والوٰت کسی چیز پر نہیں ہو جو بکم تھم قائم کر کو روات اور جو کچھ نہیں کیا گیا ہے تم تمہارے رب کی طرف سے۔“ (آیت: 68)

آج تورات valid کتاب نہیں ہے آج قرآن کتاب ہے، اگر آج ہم قرآن کے احکام کو نافذ نہیں کر رہے تو ہماری بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشکول اور غلائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ زیر مطابع آیات میں فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ قَنْ رَبِّكُمْ﴾

میں دورہ ترجیح قرآن مع ترویج کا اہتمام ہر سال کیا جاتا ہے۔ کوشش کریں شرکت کریں۔ تفصیلات ہماری ویب سائٹ پر آپ کوں جائیں گی۔ رمضان کے بعد بھی دروس قرآن کا سلسلہ ہماری رہتا ہے۔ اس کی تفصیل بھی ہماری ویب پر مل جائے گی۔

ریز مطالعہ آیات میں مفترض کا پورا package ہے جس میں تین چیزوں میں کہ اگر نہ کاہ کر بیٹھے ہو تو مایوس نہ ہو بلکہ اللہ سے رحمت اور بخشش کی دعا کرو۔ (2) رب سے رجوع کرو اس کے فرمائیں دار ابن جاؤ۔ یعنی پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ (3) قرآن کی بیرونی کرو۔ یعنی اسلام کو نافذ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

عید الفطر مسلمانوں کی خوشی کا دن

مولانا محمد طارق نہمان

مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق استوار کرتا ہے۔ اس دن کا پہلا غلٰل اللہ کی بڑائی بیان کرنا اور دوسرا اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ عید کے معنی ہر پانچ دنی سے آزاد ہوتا نہیں ہے۔ عید اللہ تعالیٰ کے ساتھ جزئے تعلق کو توڑ دینے کا نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کا رویہ بن گیا ہے کہ رمضان ختم ہوا تو مسجد کے ساتھ تعلق بھی ختم ہو گیا۔ عبادت اور اطاعت کے کاموں سے بھی ہاتھ روک لیا، نہیں، ایسا نہیں ہوتا چاہیے۔ اگر کوئی شخص رمضان کو مجبود مان کر روزہ رکھتا اور عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہو کہ رمضان ختم ہو گیا، اور جو اللہ کو مجبود مان کر اس کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ و جاوید ہے، اسے کبھی فنا نہیں۔ جس شخص کے روزے اور قیام اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پا چکے ہوں، اس کی بھی تو کوئی علامت ہو گی اس کی علامت یہ ہے کہ اس صائم و قیام کے اثرات ہم اس شخص کی زندگی میں رمضان کے بعد بھی دیکھ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سورہ محمد نہیں فرماتے ہیں: "اور وہ لوگ جنہوں نے بدایت پائی ہے، اللہ ان کو اور زیادہ بدایت دیتا ہے، اور انھیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔"

عید کی سرست اور خوشی یقیناً ان لوگوں کو زیادہ ہو گی جنہوں نے روزوں کا احترام اور قیام المیل کیا۔ اللہ والے عید کے دن بھی آنسو بہاتے ہیں اور رب کو مناتے ہیں۔ ایک مرتبہ عید کے دن لوگ خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضوی کے کاشانہ خلافت پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ آپ دروازہ پنڈ کر کے زار و قطار رورہے ہیں، لوگوں نے تجھ سے عرض کیا، یا امیر المؤمنین! آج تو عید کا دن ہے، یہ خوشی کی جگد رونا کیسا؟ آپ نے آنسو پوچھتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! عید کا دن بھی ہے اور عید کا دن بھی ہے، آج جس کے نزارہ مقبول ہو گئے، بلاشبہ اس کے لیے آج عید کا دن ہے لیکن آج جس کی نمازو روزہ کو مردود کر کے اس کے مند پر مار دیا گیا ہو، اس کے لیے تو آج و عید ہی کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے روبرہ ہوں کہا! مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔ یہ وقت کے امیر المؤمنین تھے جن کے ان جملوں نے ہر مسلمان کو تپا کر کر دیا کہ مسلمانوں اپنے اعمال پر نہ اڑاٹکے اعمال کی قبولیت کے لئے دامن کو بھی پھیلاوا۔ اللہ پاک اس ماہ مبارک میں کی جانے والی ہماری تمام عبادات کو مقبول و مظہور فرمائے اور عید کے دن کی خوشیاں ہمیں نصیب فرمائے! (آئین یارب العالمین) ◎◎◎

رمضان المبارک کا مہینہ ہم سے جدا ہو رہا ہے، سے درگز رکھتا ہوں گا اور مجھے اپنی بزرگی اور عزت کی قسم خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رحمان کو راضی کر رہے ہیں اور شیطان کی قید سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس مبارک مہینے میں اللہ پاک نے جن لوگوں پر خاص انعام و فضل و کرم کیا ہے وہ قابل دید و قابل صدھیں ہیں۔ رمضان کا مبارک ماہ اللہ پاک کی طرف سے احسان عظیم ہے جس میں عبادات کا لطف و سرور اور رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اس مبارک ماہ کے اختتام پر اور شوال ماه کے آغاز پر اللہ پاک نے مسلمانوں کے لیے ایک عظیم دن اور مقریر کیا ہے جسے عید الفطر کے نام سے جانا اور منایا جاتا ہے عید الفطر مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے عید الفطر کی رات کو عرف عام میں چاند رات کہا جاتا ہے۔ چاند رات کو فرشتوں میں خوشی کے مارے دھون مچ جاتی ہے اور اللہ عزت فرماتا ہے کہ بتاؤ، مزدور اپنی مزدوری پوری کر چکے تو اس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں اس کو پوری پوری اجرت ملی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی امت) کے روزہ داروں کو بخش دیا اور ان کے لیے جنت واجب کر دی۔ اسی لیے یہ رات لیتے الجائزہ انعام کی رات کے نام سے بھی مشہور ہے۔

ذراغور کریں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس رات میں پوری مزدوری ضائع کر دیتے ہیں؟ حدیث پاک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دونوں روزوں کی راتوں کو شب بیداری کرے گا میں نے اس کو دنیا و آخرت میں بخوبی کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ رہو، ان کے رمضان کے روزے اور نمازوں کی وجہ سے میں اپنے بندوں سے خوش ہو گیا ہوں اور ان کو بخش دیا مقصدمیت اور شہوت پرستی کے لیے آزاد ہو جانے کا دن نہیں ہے، جیسا کہ بعض قوموں اور ملکوں کا طبیرا ہے کہ ان کی عید شہوت، ایاحت اور لذت پرستی کا دن ہے۔ مسلمانوں کی عید اللہ کی کبریائی کے اقرار و اطمینار اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے شروع ہوتی ہے۔ اس کا

پاکستان کے خادیں سب تک تربیت اکر دوسری اسلامیں بھی اُن تاریخی جاتیں اور ایک مائن جلداً ایشیون ہو جاتے تاکہ بحران ختم ہو جاتا تاہم ایوب بیگ مرزا

عدلیہ کے فیصلے پر ناشائستہ جملے بازی اور ذاتی حملے ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں اخلاقی تربیت کا فقدان ہے: رضاۓ الحق

مرکوز صوبوں میں ایک مائن ایشیون کی استحکام گذاری یعنیں ملتا ہے مسلمان فتن

پاکستان میں سیاسی اور عدالتی بحران کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے مفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجربی زکاروں کا اظہار خیال

لیکن باہم: دیکھ کر احمد

سوال: ایکشن کیشن کے فیصلے کے خلاف پریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے، کیا اس سے ملک میں سیاسی بحران ختم ہو جائے گا اور کیا حکومت اس فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل قائل کر رہی ہے یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کے سوال کے درستے حصے کا جواب میں پہلے عرض کرو دیا ہوں۔ پریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل دائر کرنا متاثر فرین کا حق ہے۔ حکومت 30 دن کے اندر اس فیصلے کے خلاف سے چلا آ رہا تھا۔ لیکن بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ایکشن کے انعقاد کی 95 فیصد امکانات میں سو فیصد نہیں ہیں۔

سوال: پی ڈی ایم میں پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے جو چاروں صوبوں کی زنجیر کھلاتی ہے اور اس کی احتجاجی کے قابل ماعت ہونے کے لیے کوئی مرکزی یا بڑا انتہہ ہوتا چاہیے، چھوٹی موٹی باتوں پر اپیل قبول نہیں ہوتی اور فیصلہ تبدیل ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: اخباری اطلاعات کے مطابق پیپلز پارٹی نے باقاعدہ اعلان کر دیا ہے کہ تم ایکشن میں حصہ لیں گے۔ لہذا وہ کسی احتجاج میں جانے کا کوئی مودہ نہیں رکھتے۔ میں مانتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں احتجاجی سیاست کا معاملہ ہے لیکن اتنا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں احتجاجی سیاست کی پچانی پر انہوں نے کون سا احتجاج کر لیا تھا۔ بہر حال وہ اس وقت احتجاج کے مودہ میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لیگ کے پاس پنجاب میں اب بھی دوڑوں کی شمیک خاک تعداد ہے لیکن ایکشن سے فرار کی وجہ سے لوگ ہیں تو ان لیگ برا عوامی احتجاج نہیں کرے گی کیونکہ ان توں کو ایکشن کی مردمی کے خلاف ایکشن ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر ان لیگ کی مردمی کے خلاف ایکشن ہو جاتے ہیں تو یہ بحران کم ہو جائے گا۔ تجویزی بہت دھاندی، سیکورٹی کے مسائل توہر ایکشن میں پیدا ہوتے ہیں البتہ سیاسی کشیدگی ختم ہو جائے گی۔

رضاۓ الحق: پاکستان کی پوری تاریخ میں سیاسی، عدالتی اور آئینی بحران مختلف ادوار میں سامنے آتے رہے۔ چاہے وہ جنس میزیر کا فیصلہ ہو جس نے ایک عدالتی بحران کو جنم دیا اور پھر جنس کارٹیلیٹس کے فیصلے نے بحران سے کھلا گئی۔ پھر جنوں کی پھانسی کے معاطلے میں جس طرح کیس کو سانگھیا، جس طرح فیصلے کو دیلوں کیا گیا اور جو اس کی ناتمنگ تھی اس نے بحران پیدا کیا۔ اسی کے نتیجے میں ایک اور مارش لاءِ بیعنی ایک آئینی بحران بھی سامنے آگیا۔ ماضی قریب میں مشرف نے جب عدلیہ پر شب خون مارا تو ایک بحران پیدا ہوا پھر وکلاء نے عدلیہ بھال کی تحریک چلانی اور اس کے نتیجے میں جسٹس افقار چودھری کو بھال کیا گیا۔ بہر حال ایسے بحران تب پیدا ہوتے ہیں جب ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اسلام میں عدل کا حکم دیتا ہے اور عدل یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا پورا پورا حق ادا

مرقب: محمد رفیق چودھری

سوال: ایکشن کیشن کے فیصلے کے خلاف پریم کورٹ کا جواب میں پہلے عرض کرو دیا ہوں۔ پریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل دائر کرنا متاثر فرین کا حق ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آپ کے سوال کے درستے حصے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل کی مدت وہی بھی ہے جو اس کی سیاسی میں فیصلہ دیا ہوتا ہے، دوسرا کوئی نجی اس کو نہیں سن سکتا۔ دوسری بات یہ کہ نظر ثانی کی اپیل کے قابل ماعت ہونے کے لیے کوئی مرکزی یا بڑا انتہہ ہوتا چاہیے، چھوٹی موٹی باتوں پر اپیل قبول نہیں ہوتی اور فیصلہ کے مطابق اس پر ہے کہ اگر تو انتہا بات پریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہو جاتے ہیں تو یہ بحران کم ہو جائے گا۔ تجویزی بہت دھاندی، سیکورٹی کے مسائل توہر ایکشن میں پیدا ہوتے ہیں البتہ سیاسی کشیدگی ختم ہو جائے گی۔

رضاۓ الحق: پاکستان کے خلاف ایکشن کی مردمی کے خاتمے کا معاملہ ہے تو اس کا انحصار اس پر ہے کہ اگر تو انتہا بات پریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہو جاتے ہیں تو یہ بحران کم ہو جائے گا۔ تجویزی بہت دھاندی، سیکورٹی کے مسائل توہر ایکشن میں پیدا ہوتے ہیں البتہ سیاسی کشیدگی ختم ہو جائے گی۔

ایوب بیگ مرزا: اخباری اطلاعات کے مطابق پیپلز پارٹی نے باقاعدہ اعلان کر دیا ہے کہ تم ایکشن میں حصہ لیں گے۔ لہذا وہ کسی احتجاج میں جانے کا کوئی مودہ نہیں رکھتے۔ میں مانتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں احتجاجی سیاست کا معاملہ ہے لیکن اتنا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں احتجاجی سیاست کی پچانی پر انہوں نے کون سا احتجاج کر لیا تھا۔ بہر حال وہ اس وقت احتجاج کے مودہ میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لیگ کے پاس پنجاب میں اب بھی دوڑوں کی شمیک خاک تعداد ہے لیکن ایکشن سے فرار کی وجہ سے لوگ ہیں توں لیگ برا عوامی احتجاج نہیں کرے گی کیونکہ ان توں کو ایکشن کی مردمی کے خلاف ایکشن ہو جاتے ہیں۔ آپ دیکھا کہ نواز شریف کو نااہل کیا گیا تو کوئی قابل ذکر عوامی احتجاج نہ ہو سکا۔ لیکن اگر ایکشن نہ ہوئے تو پھر سیاسی کشیدگی مزید بڑھے گی اور حالات خراب ہوں گے۔

کر دیا جائے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ» (الْأَنْجَل: 90)
”بَيْتِنَا اللَّهُ حَكْمٌ دَنَابَ عَدْلًا كَأَحْسَانٍ كَارَ“

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے لکھا ہے کہ عمومی معاملات میں جہاں ریاست کا عمل دل ہو اور لوگوں کو برادر حقوق دیے جائیں تو یہ انصاف ہو گا کیونکہ انصاف کے حق میں برابر تقسیم کرنا۔ پھر جو غریب اور کمزور ہو اس کو کچھ اضافی بھی دیا جائے تو یہ احسان کی صورت میں آتا ہے۔ پر یہ کوئی logo ہے:

«فَإِنَّ حُكْمَمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا حِقٌّ» (ص: 6)

”پس تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو“

یہ کمی قرآن کی آیت کا نکار ہے۔ اسی طرح لاہور ہائیکورٹ کے اوپر logo لکھا ہوا ہے:

«إِغْدِلُواْ قَدْ هُوَ أَقْرَبُ لِلشَّفَوْعِيِّ زَ» (المائدہ: 8)

”عمل سے کام لا یعنی قریب تر ہے تقویٰ کے“

لیکن ہمارے عدالتی فیصلے عمل، تقویٰ کے سنتے قریب ہیں اس خواہ سے ہم نے پوری تاریخ بیان کی ہے۔ اس میں بہت سارے فیصلے حق کے قریب تھے اور کچھ ایسے تھے جنہوں نے حق کو تحقیق کیا۔

سوال: موجودہ فیصلے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس

نے ظریفی ضرورت کو دوافی کیا اور نظریہ محبت کو اجاگر کیا؟

رداء الحق: یہ لوگوں کا تمہرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں

تک عدالتی بحران کا تعلق ہے تو میرے نزدیک فیصلہ آئین کی اور قانون کے مطابق ہوا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب جو ہر کوئی میدان مار لیا وہ وفاق میں وفاق نے عدالتی کی وجہ سے رجوع کیا اور عدالت نے یہ سارے معاملہ دیکھا۔

آئین کی رو سے پاکستان کی عدالت کو بہت سارے اختیارات حاصل ہیں لیکن آئین کے خواہ سے جو سیاسی پارٹی میں ایک ہے اس میں آئین کیش کے اختیارات کا بھی ذکر ہے کہ اس کی مرخصی کے بغیر آئین کی تاریخ نہیں دی جائیں اور اس بھی یہی فورس کیا جا رہا تھا کہ شاید عدالتی کے اندر سے پر یہ کوئی کوئی فیصلے کے خلاف جو جزا دوسرا گروہ کوئی آئین لیتا ہے تو پھر عدالتی بحران بن جاتا ہے ورنہ یہ آئین اور عدالتی بحران نہیں بنے گا۔

سوال: باضی میں کسی حکومت نے پر یہ کوئی فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے، اگر کی ہے تو اس کے ناقصانات ہوئے ہیں؟

ایوب بیگ مرتضی: میری یادداشت میں تو کسی حکومت نے پر یہ کوئی کوئی فیصلے کی بھی خلاف ورزی نہیں کی۔ صرف یوسف رضا گیلانی کا واقعہ ہوا تھا کہ پر یہ کوئی کوئی کوئی فیصلے کے خط لکھیں لیکن

انہوں نے خط لکھنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان کو کوئی کوئی فیصلے کے خلاف اظہار ہو گئے تھے۔ البتہ پر یہ کوئی کوئی فیصلے کے خلاف اظہار خیال کا حق تو ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں اعترافات ہوتے ہیں اور ہر ایک کو اپنا موقف پیش کرنا بھی چاہیے۔ لیکن آپ کسی حق کی ذات پر حملہ نہیں کر سکتے، آئین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگرچہ یہ جرم اب عام ہو گیا ہے۔

سوال:

پر یہ کوئی کوئی

سلمان غنی:

یہ معاملہ عدالت کا نہیں تھا بلکہ یہ

سیاستدانوں کا آپس کا معاملہ تھا اور پاکستان کی سیاسی

قدامتی یہ ہے کہ یہاں سیاسی ڈائیاگ کا عمل نہیں ہے۔

14 آئین کے آئین میں وفاق کا بھی فیصلہ ہو

جائے گا کیونکہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اصل میدانِ ادھر ہی لگتا ہے اور یہاں جس نے بھی میدان مار لیا وہ وفاق میں بھی کامیاب ہو گا۔

سوال: موجودہ فیصلے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس

نے ظریفی ضرورت کو دوافی کیا اور نظریہ محبت کو اجاگر کیا؟

رداء الحق: یہ لوگوں کا تمہرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں

تک عدالتی بحران کا تعلق ہے تو میرے نزدیک فیصلہ آئین کی اور قانون کے مطابق ہوا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب جو ہر کوئی میدان مار لیا وہ وفاق نے عدالتی کی وجہ سے رجوع کیا اور عدالت نے یہ سارے معاملہ دیکھا۔

آئین کی رو سے پاکستان کی عدالت کو بہت سارے اختیارات حاصل ہیں لیکن آئین کے خواہ سے جو سیاسی پارٹی میں ایک ہے اس میں آئین کیش کے اختیارات کا بھی ذکر ہے کہ اس کی مرخصی کے بغیر آئین کی تاریخ نہیں دی جائیں اور اس بھی یہی فورس کیا جا رہا تھا کہ شاید عدالتی کے اندر سے پر یہ کوئی کوئی فیصلے کے خلاف جو جزا دوسرا گروہ کوئی آئین لیتا ہے تو پھر عدالتی بحران بن جاتا ہے ورنہ یہ آئین اور عدالتی بحران نہیں بنے گا۔

سوال: باضی میں کسی حکومت نے پر یہ کوئی فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے، اگر کی ہے تو اس کے ناقصانات ہوئے ہیں؟

سلمان غنی: اس سے پہلے یہ تقسیم عوامی سطح تھی۔ ایک بخت سے یہ تقسیم اداروں کی سطح پر ہو گئی ہے اور پاکستان کی عدالت عوامی بھی تقسیم ہوئی نظر آرہی ہے۔ حکومت اور عدالتی کی معاصرت کو سامنے رکھیں تو حکومت نے اس کے لیے اپنا سیاسی مورچہ پارلیمنٹ کو بنایا ہے۔ یقیناً اصلاحات کے خواہ سے بنیادی روں پارلیمنٹ کا ہی

عدالتی عمل شروع ہوا تو پچھے جو ہے بھی فل کوئی کی بات کی تھی بلکہ پچھے جو ہے اسے اسے صاحب نے اس سے صرف نظر برداشت اور معاملات کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اب کیا فیصلے کے مطابق 14 آئین کے آئین کے تھوڑے ہو چکیں گے۔ یہ بہت بڑا سوال ہے اسی کی وجہ سے اس سے صرف اسے بہت اہم ہے کیونکہ کوئی بھی کہا گیا ہے کہ وہ 10 اپریل تک آئین کیش کو 20 ارب روپے اور سیکونٹی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ 10 اپریل کا یہ دن معلوم ہو جائے گا جو اسے بہت اہم ہے کیونکہ اس دن معالمہ ہو جائے گا کہ حکومت فیصلے پر عمل کرتی ہے یا نہیں۔

سوال: چند ماہ بعد جزوی آئین ہوں گے۔ اگر پر یہ کوئی کوئی فیصلے کی روشنی میں ملک کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں پہلے ہی آئین ہو جاتے ہیں تو پھر جزوی آئین کی یا جیشیت رہ جائے گی؟

سلمان غنی: پہلے پنجاب کے انتخابات ہوں گے، پھر کے پی کے اور پھر مرکز اور سندھ اور بلوچستان میں انتخابات ہوں گے۔ پاکستان میں ایسی نظر پہنچنے ملتی۔ مجھے نہیں لگتا کہ پاکستان کے پاس اتنے معاشر و سائل ہوں گے کہ اس طرح کے مظلوم اور آئین کروائے جائیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک آئین کی پاکستان میں استحکام کا ذریعہ بن سکتے ہاں کا اور حکومت سازی پایہ تکمیل کو پہنچنے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنی اتنا کوچھوڑیں، ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں اور ملک کو ایک قدم آگے بڑھائیں۔ میرا خیال ہے کہ 14 آئین کے آئین میں وفاق کا بھی فیصلہ ہو جائے اور ملک کے سب سے بڑا صوبہ کا بھی فیصلہ ہو جائے اور اصل میدانِ ادھر ہی لگتا ہے اور یہاں جس نے بھی کامیاب ہوا ہے۔

سوال: پر یہ کوئی فیصلے کے خلاف عمل کی طرح ریفرم کرے گی اور تاریخ تاریخ دے گا۔ اب جو عدالت کا فیصلہ آیا ہے اس میں پنجاب کے بارے میں یہیں کہا جا سکتا کہ اس کے بارے میں پنجاب کے 14 آئین کی تاریخ وی گئی

عدالت عظیمی یہ معاملہ دوبارہ آئین کیش کی طرف ریفرم کرے گی اور وہ نہیں تاریخ دے گا۔ اب جو عدالت کا فیصلہ آیا ہے اس میں پنجاب کے بارے میں یہیں کہا جا سکتا کہ اس کے بارے میں پنجاب کے 14 آئین کی تاریخ وی گئی

ہے۔ اس فیصلے کے بارے میں یہیں کہا جا سکتا کہ اس سے پاکستان کے اندر استحکام آئے گا کیونکہ حکومان اتحاد نہیں کی۔ صرف یوسف رضا گیلانی کا واقعہ ہوا تھا کہ پر یہ کوئی کوئی کوئی فیصلے کے خط لکھیں لیکن

اور عوامی سطح پر بھی اس تربیت کا فقدان نظر آتا ہے۔ آپ نے نواز شریف اور بلاول بھنونو کے بیانات کا حوالہ دیا۔ بلاول بھنونے بیان لئکہ کہ اس فعلے کے نتیجے میں ایک جنسی اور مارشل لاء کا خطرہ ہے۔ مارشل لاء کی باتیں ان لوگوں کی طرف سے آنا جو کچھ جمہوریت کے champion بنتے ہوئے ہیں انتہائی افسوسناک ہے۔ حالانکہ آئین بٹانے والی پیٹنیز پارٹی تھی اور اس کے لیے اس پارٹی کی بڑی جدوجہد بھی تھی۔ ان لیگ کی خاتون لیدر نے اپنی نوشیں میں جب جو کسی ذات کو بھی نشانہ بنایا اور کہا کہ ان کو عدالت کے لئے بھرے میں لانا پڑے گا۔ ہمارے سیاستدانوں کا اخلاقی ریکارڈ اتنا چھوٹیں ہے۔ نواز شریف اور بے نظیر کی سیاسی جنگ میں بھی اخلاقی حدود کو پاہا ہوتا ہوا سب نے دیکھا۔ سابق وزیر اعظم عمران خان کو جب نکالا گیا تو وہ بھی پریم کورٹ کے ہجوم کو تقدیر کا نشانہ بناتے رہے۔

بہر حال اس ساری صورت حال کو یکیں تو ہمارے ہاں اخلاقی تربیت کا فقدان ہے۔ ہمارا دین اسلام اس حوالے سے بڑی خوبصورت راہنمائی کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اگر تم میں شرم و حیا رہے تو پھر جو چاہے کرو۔ حیا صرف فریکل شرم و حیا نہیں ہوتی بلکہ حیا ایک پورا فلسفہ ہے اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کے بارے میں کیا بات کر رہے ہیں، کس حد تک اخلاقی دائرے میں رہ کر بات کر رہے ہیں، آپ میں مردوت کتنی ہے اور آپ کس حد تک رحماء پیغمبر کا مصدقہ بنتے ہیں۔ پھر ہمارے ادارے بھی اخلاقی کی اس سطح سے انتہی گئے ہوئے ہیں کہ اعلیٰ ترین منصب پر بیٹھے لوگوں کی آذیز اور ویڈیو زمینگنی ریکارڈ ہو رہی ہیں اور انہیں لیک کر دیا جاتا ہے۔ مغربی جمہوری نظام میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کی اہمیت کو ہم تسلیم بھی کرتے اور ان سے بہت کچھ سیکھا بھی جا سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مغربی جمہوری نظام کی بنیاد اسلام سے ہی لی گئی ہے لیکن ہم نے اقتدار کو ہی مقعده بنالیا ہے۔ حالانکہ مقصد اور طریقہ کاریہونا چاہیے کہ آپ منتخب ہو کر اسمبلی میں جائیں تو لوگوں کی خدمت کریں۔ ایسی قانون سازی کریں جس سے عوام کو فائدہ ہو اور جس مقصد کے لیے یہ لیک بنا گیا ہے وہ پورا ہوتا کہ پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن سکے۔

قارئین پر گرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تخلیق اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آئین کیا کہتا ہے۔ اگر کچھ ایکشن کرانے کا معاملہ تھا تو پھر دو ہی طریقے تھے۔ یا تو ایکشن اکتوبر میں کردیے جاتے تو اس صورت میں آئین شفیقی ہوتی ہے کیونکہ آئین کے مطابق پنجاب اور کے پی کے میں 90 دن کے اندر ایکشن کرنا ضروری تھا۔ دوسرا حصہ یہ تھا کہ باقی اسمبلیاں بھی توڑوی جاتیں اور تین ماہ بعد ایکشن ایک ساتھ ہو جاتے تو اس صورت میں آئین پر بھی کوئی حرفاً نہیں آتا۔ انہیاں کے سابق چیف جسٹس کا بیان آیا ہے کہ میں نے پاکستان کا سارا آئین پڑھا ہوا ہے میرے خریدیک یہ پانچ منٹ کا فیصلہ تھا کہ 90 دن میں ایکشن کروالیے جائیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے 297 ریاستی جوگوں نے بھی کہا ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ 90 دن کے اندر ایکشن کروائے جائیں۔ تمام ہرے ہرے آئینی اور قانونی ماہرین بھی یہی کہتے ہیں۔ یہاں لئکہ کہ اعتراض احسن اور لطیف کھوس جیسے لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا تعلق حکمران اتحاد میں شامل جماعت سے ہے۔ پھر سابق امارتی جزل بھی اسی فیصلے سے متاثر ہو کر استغفاری دے گے۔ لہذا بات تو بڑی کلیئر تھی کہ نوے روز میں ایکشن ہو جاتے۔ سب سے پہلے یہ تھا کہ دوسری اسمبلیاں بھی توڑوی جاتیں اور ایک ساتھ ایکشن ہو جاتے۔ اگر ایک ساتھ ممکن نہیں ہے تو اگلے بھی ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں اس طرح بھی ایکشن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انہیاں میں مختلف ریاستوں میں اگلے اخلاقی انتخابات ہوتے ہیں۔ امریکہ میں بھی اسی صورت حال کافی بہتر ہے۔ جیسا کہ انہیاں میں مختلف ریاستوں میں اگلے اخلاقی انتخابات ہوتے ہیں جتنے اگلے ایکشن میں پہلے بھی ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ملکی حکومت کی جتنی بھی بھول بھیلیاں رہا ہے۔ اس کے بعد ملکی حکومت کے معاطلے کو ملتوی کرنے کے لیے ہیں وہ صرف ایکشن کے معاملے کو ملتوی کرنے کے لیے ہیں۔ جبکہ بہتر ہیں ہے کہ آئین شفیقی سے بچا جائے اور پریم کورٹ کے حکم کی تعلیم کی جائے۔

سوال: پریم کورٹ کے فیصلے پر ہمارے سیاسی راہنماؤں نے بڑے تندو ٹیز اور تندا صہیل بیانات دیے۔ نواز شریف نے کہا کہ ان جگہ کے خلاف فلک کورٹ ریٹن فائل ہوتا چاہیے۔ بلاول بھنونے کہا کہ تخت لاہور کی لڑائی میں پاکستان نوٹ جائے گا۔ آپ کے خیال میں یہ جو اخلاقی حد میں پار کرنے والے بیانات ہیں ان کے کیا تائج نکل سکتے ہیں؟

رضاء الحق: یہ ہماری قوم کا بہت بڑا الیہ ہے کہ اخلاقی

سطح پر سیاستدانوں کی تربیت شاید اس طرح سے نہیں ہو سکی

ہوتا ہے لیکن پاکستان کی پارلیمنٹ کو اس طرح بروئے کار نہیں لایا گیا جس طرح لا یا جانا چاہیے تھا اور اگر عدالت اصلاحات مقصود تھیں تو بروقت کرنا چاہیے تھیں تاکہ زیادہ موثر ہوتیں۔ میرا خیال ہے کہ فلک کورٹ کا معاملہ پارلیمنٹ میں بعد میں آیا ہے اور یہ نکتہ پہلے کچھ سنبھل جو کہ دریمان ڈسکس ہوا ہے لیکن پیجف جسٹس صاحب فلک کورٹ بنانے کے لیے تیار نہیں تھے اور باوجود اس کے کہ انہوں نے ایک بڑا واضح فیصلہ دے دیا ہے۔ لیکن پہلے نو، پھر سات اور چار پھر صرف تین رکنی تیکی کے فیصلے کی ساکھاتی مضبوط نہیں ہے جس طرح کورٹ کے فیصلے کی ہوتی ہے۔

سوال: جن ممالک میں فیدریشن ہوتی ہے وہاں پر مركز اور ریاستوں کے انتخابات اسکے بھی بھی ہوتے ہیں الگ الگ بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں یہ کیوں مسئلہ بناتا ہے کہ یہاں پر انتخابات اکٹھے نہیں ہو سکتے؟

ایوب بیگ مرازا: میں خود اس بات پر پریشان ہوں کہ الگ اخلاقی انتخابات ہونے سے کیا مسئلہ پیدا ہو جائے کہ الگ الگ انتخابات کے سیکورٹی کے لحاظ سے بھی بھی کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا تعلق حکمران اتحاد میں شامل ہے۔ ایسے عذر تراش جارہے ہیں جن کی سرے سے کوئی حیثیتی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ سیکورٹی کے لحاظ سے بھی الگ الگ ایکشن ہونا زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ پہلے پورے پاکستان میں ایکشن ہوتے تھے تو پورے پاکستان میں سیکورٹی کے معاملات دیکھنا ہوتے تھے اب ایک ایک صوبہ میں دیکھنا زیادہ آسان ہو گا۔ ویہ بھی 2008ء اور 2013ء کی بہت آج سیکورٹی صورت حال کافی بہتر ہے۔ جیسا کہ انہیاں میں مختلف ریاستوں میں الگ اخلاقی انتخابات ہوتے ہیں۔ امریکہ میں بھی اسی صورت حال کافی بہتر ہے۔ بھی اتنے ہی لگنے ہیں جتنے الگ الگ ایکشن میں لگنے ہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہے کہ پنجاب میں دوبارہ ایکشن کرنے پڑیں گے۔ آپ نے سیاسی اور عدالتی حکمران کی بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ چھر کنیتی کا جو فیصلہ حافظ قرآن کے حوالے سے جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کے فیصلہ کو کا ہمدرم کر اردیتے ہوئے آیا ہے اس نے عدالتی حکمران کو کافی حد تک حل کر لیا۔ یہ جو فلک کورٹ کا شور دالا جا رہا ہے اس شور شراب میں بھی کوئی اتنی جان نہیں ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فلک کورٹ فیصلہ بھی آجاتا تو وہ بھی اس سے مختلف نہیں ہونا تھا جیسا کہ چھر کے فیصلے نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ جیسا تک اس اعتراف کا تعلق

ہے کہ چھ ماہ بعد پھر ایکشن کرائے جائیں گے اور فلاں سطح پر سیاستدانوں سے واضح رہنا چاہیے کہ عدالت نے

کام چوری

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت، تنظیم اسلامی

فُلْقِيَّه ⑥ ”اے انسان! تو مشقت پر مشقت برداشت کرتے جا رہا ہے اپنے رب کی طرف پھر تو اس سے ملنے والا ہے۔“

سورۃ الاحقاف آیت 19 میں ارشاد باتی ہے:

”اور ہر ایک کے لیے درجے (اور مقامات) ہوں گے ان کے اعمال کے اعتبار سے اور تاکہ وہ پورا پورا دے اُنہیں ان کے اعمال کا پہلہ اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔“

سورۃ بنی اسرائیل آیت 19 میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

”اور جو کوئی آخرت کا طلب گار ہو اور اس کے لیے اس کے شایان شان کو شکرے اور وہ مومن بھی ہو، تو یہی لوگ ہوں گے جن کی کوشش کی قدر افرادی کی جائے گی۔
یعنی آخرت میں کامیابی کے لیے محنت تو لازماً کرنی ہی پڑے گی۔ ابتدی کامیابی کے لیے تو ”اُنہوں“ کے ساتھ ”عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“ کی شرط قرآن مجید

بار بار بینا کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع
نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
اور قاری کی کہاوت ہے:

(کب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی) یعنی ”ایسی کمال کی محنت کرو تم دنیا والوں کے لیے عزیز بن جاؤ۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

”بی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
”یقیناً قیامت کے دن سب سے زیادہ پیشمان وہ شخص ہوگا جس نے اللہ کے حکم کی تعلیل کیے بغیر مال کمایا، پھر ایک دوسرا شخص اس کے مال کا وارث بننا اور وہ اسے اللہ کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے جنت میں داخل ہوتا ہے، جبکہ پہلا شخص اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔“ (مسند احمد)

کام چوری کے علاج کا حقیقتاً ایک ہی طریقہ ہے۔ اگر اس کو اختیار کر لیا جائے تو قوی امید ہے کہ کام چوری سے مکمل براجات مل سکتی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ حلال آئندی پر اکتفاء اور حرام کمائی سے اجتناب کے تصور کو دل میں راحخ کر لیا جائے اور کسی بھی قیمت پر اس تصور کی خلاف ورزی نہ کیا جائے۔ مثلاً ان دعیدوں کو ہر وقت سامنے رکھا جائے جو حرام کمائی کے شمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں جیسے حرام کھانے والا دوزخ کا ایندھن

رکھنے کے باوجود ایک تو کام نہیں کرتے اور دوسرے اس کام کی انجام دیتی کا پورا پچھل سینئے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کام چور آدمی عموماً رزق حلال کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ تی وہ مسلمانوں کے اجتماعی نظام کا کارآمد حصہ بننے کی خواہش رکھتا ہے۔ کام چور آدمی کا اثر مزید یہاں پر یوں کا بھی شکار ہوتا ہے۔ مثلاً استی، کامیابی، بغیر محنت کے مال کمانا اور مال کی محبت۔ جب ہر انسانی صلاحیت مال کمانے میں صرف ہوری ہو، وہاں کام چوری آہستہ آہستہ آسان اور منفرد راستے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جس پر چل کر آدمی کسی مشقت میں پڑے بغیر اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے، اس بات کی فکر کیے بغیر کہ وہ راستے حلال ہے یا حرام۔

ہماری کام چوری دنیا سے بے رخصتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اسے آسمانی اور چالاکی کے ساتھ حاصل کرنے کی ایک سوچی تجھی تبدیل ہے۔

ہمارے معاشرے میں کام چور افراد اکثر اوقات آپ کو دوستوں سے ادھار مانگتے نظر آئیں گے، یہ لوگ عموماً ادھار و اپنی نہیں کرتے۔ جب لوگوں کا ان پرست اعتبار الحجۃ جاتا ہے تو پھر یہ لوگ منت سماجت اور خوشامد کر کے مدد مانگتے ہیں۔

ان لوگوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ دین اور دنیا میں ترقی کرنے کے لیے مشقت ضروری ہے۔ اگر تم دنیا میں آرام و آسائش کی زندگی چاہتے ہیں اور آخرت میں بھی کامیابی چاہتے ہیں تو اس کے لیے محنت تولا زما کرنی ہی پڑے گی۔

سورۃ الحجۃ آیت 39 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَأَنَّ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى“ ④ اور یہ کہ انسان کے لیے نہیں ہے مگر وہی کچھ جس کی اس نے سمجھی کی ہوگی۔

سورۃ الانشقاق آیت 6 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِذَا كَادَحَ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا

بنتا ہے۔ اس کی دعا قول نہیں ہوتی بلکہ نماز، صدقہ، حج

غرض کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔

اگر آدمی یہ طے کر لے کہ اسے حرام تودور کی بات

ہے، مشتبہ رزق سے بھی بچتا ہے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ

کام چوری کی لعنت میں گرفتار ہو سکے۔

کام چوری دراصل سنتی اور محنت سے جی چرانے

کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاج کے لیے درج ذیل تدابیر کارگر

ثابت ہو سکتی ہیں۔

1۔ نیک اور پخت لوگوں کے صحبت اختیار کریں۔

سورہ اتوپہ آیت 119 میں اللہ تعالیٰ نے سنتی دور

کرنے کے لیے نیک لوگوں کی صحبت میں مشتمل تلقین کی ہے:

”اَيُّ اِيمَانٍ! إِنَّكَ لَا تَقُولُ مَا تَفْعَلُ“

”میعت اختیار کرو۔“

2۔ تجدید کی نہاد کی عادت ڈالیں اور صبح فجر سے پہلی اٹھ کر

تہجد ادا کرنے کی کوشش جاری رکھیں خواہ صرف 2 رکعت

ہی ہوں اور مختصر ہوں۔ اور اس کے بعد حلال رزق کے

لیے درج ذیل منسون دعا ضرور پڑھیں۔

”اللَّهُمَّ اكْفُنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي

بِفَضْلِكَ عَنْ عَوَاقِبِ سَوَاقِ“

”اَيُّ اللَّهُمَّ كَفِيلٌ دَعَى اپنا حلال رزق دے کر حرام

رزق سے بچا اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے سوا

دوسروں سے بے نیاز کر دے۔ (خوبی رحمت، ص 48)

3۔ طرز زندگی میں سادگی بلکہ مشقت اختیار کرنا۔

4۔ گھر میں اپنے تمام کام خود کرنے کی کوشش کریں اور

اپنے کپڑے کسی دوسرے سے استری کرنے کے مجائے

خود اسی طرزی کریں۔ اپنے جو تے خود پاش کریں۔ صبح الھ کر

اپنا مسائز خود تہبہ کر دیں۔ اسی طرح کبھی کبھار گھر کے کاموں میں

گھروالوں کی بھی مدد کریں۔ گھر میں چھوٹے موئے مرمت

کے کام خود کر لیں۔

5۔ دوستوں اور محلے داروں کے کاموں میں ان کی مدد کر دیں۔

6۔ مسجد میں باجماعت تسبیح را ولی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی

کوشش کریں بالخصوص فجر کی نماز۔

7۔ حضور اکرم ﷺ سے مردی سنتی دور کرنے

کے لیے درج ذیل دعا کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا بھی

ان شاء اللہ بہت مؤثر ہوگا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنَ الْحُمْرَ وَالْحَرَنْ،

وَالْعَجْزَ وَالْكَسْلِ وَالْبَخْلِ وَالْجَبْنِ، وَضُلُّ

امیریتیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(30) مارچ تا 13 اپریل 2023ء)

جمعرات (30 مارچ) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمع (31 مارچ) کو قرآن اکیڈمی ڈیپلیٹس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

پہنچ (03 اپریل) کو مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ QTV پر دو روزہ ترجمہ قرآن جاری ہے۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”مسجد فاطمہ جامع القرآن گلشن حشمت کا لوانی، ہارون آباد“ میں
130 اپریل تا 06 مئی 2023ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مساجد میں انتظامیں کرنے کے لئے

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر بآہمی مذکورہ ہو گا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مادا کا مطالعہ کر کے تشریف لاائیں:-

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆

JEADAH

(اور زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

05 مئی 2023ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر بآہمی مذکورہ ہو گا۔ ذمہ داران سے

گزارش ہے کہ دستیاب مادا کا مطالعہ کر کے تشریف لاائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشری سطح پر)

ZIYADAH

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسمن کی مناسبت سے بستر ہمراہ لاائیں

برائے رابطہ: 0308-7253930 / 0333-6305730

المعلم: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375-042

دروزے

مولانا سید ابو الحسن علی مددی

میرے بھائیوں

پانڈیاں ہیں۔ رمضان کے اس روزے سے لوگ واقف اور اس کے قوانین و احکام پر عالی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ سعادت ملنے اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے اور آپ غور کریں کہ اس روزے کے علاوہ اور کون ساروزہ ہے جو اپنے وقت اور رقبے میں اس سے بڑا ہے! گری کے اس کام کے لیے توفیقِ الہی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ معمولی نعمت نہیں ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑے وعدے فرمائے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے بڑے یا پندرہ ہوئی شعبان کا؟ کون ساروزہ بتانے والا ہوں؟ بشارت میں سنائی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"جس نے رمضان کے روزے رکھے اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر و ثواب کی لائچ میں تو اس کے سب تکھیل گناہ معاف ہو گے۔" (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ نہیں روزے کو رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور شب قدر کی دولت و نعمت بھی عطا فرمائے ہے! ہماری اور آپ کی عاجز اندھا عاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اب میں آپ کے سامنے بظاہر ایک نبی بات کہنے والا ہوں، لیکن وہ تین باتیں ہیں ہے: وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم سے ماخوذ ہے اور قرآن مجید پر نبی ہے، لیکن بہت سے بھائیوں کے لیے یہو گی اور یہی ذرا قادر ہوتی ہے اور اس سے آدمی کا ذہن ذرا تروتازہ بیدار اور متوجہ ہو جاتا ہے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں:

"روزے دو طرح کے ہیں: ایک چھوٹا روزہ ایک بڑا روزہ۔" چھوٹے روزے کی تحقیر مقصود نہیں، صرف زمانی رمضان کے روزہ و نفلی روزہ تو غروب آفتاب پر ختم ہونے پر ختم ہو گا۔ اسلام کا یہ روزہ و نفلی روزہ کا افطار کیا ہے؟ آپ عمدہ سے عده مشروب اور لذیذیں سے لذیذ غذا سے اظفار کر سکتے ہیں۔ زیادہ مشروبات اور ماکولات کا نام کرن کر آپ کے منہ میں پانی آجائے گا اور شوق پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں ان کا نام نہیں لیتا۔ وہ روزہ زمزم سے کھلتا ہے وہ صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک تمام صرف ملکوں میں جہاں 13 گھنٹے 14 گھنٹہ کا روزہ ہو گا، بعض ملکوں میں جہاں دن اس زمانہ میں بڑا ہوتا ہے اس سے کچھ زیادہ۔ وہ روزہ ہے جو بلوغ پر مسلمان پر قرض ہو جاتا ہے، وہ صحیح روزہ خندے پانی سے کھلتا ہے یا دوسرے مشروبات سے یا کبھو غیرہ سے کھلتا ہے۔ اور زندگی کا یہ طویل و مسلسل روزہ کس سے کھلے گا؟ حضرت محمد رسول اللہ محبوب رب العالمین احکام میں جو آپ کو معلوم ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس شیع الذینین سید المرسلین ﷺ کے دست مبارک روزہ میں آدمی کھانی نہیں سکتا اور ان تعلقات و معاملات کا لفظ نہیں حاصل کر سکتا جن کی اور توں میں اجازت ہے۔ آپ نے اس روزے کی شرائط پوری کر دی ہیں اور حکش یہ روزہ چاہے 29 دن کا ہو یا 30 دن کا، اس میں محدود

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے ہم دنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے گئے، ہماری روح اس حال میں نکلی کہ ہماری زبان پر کلمہ تھا اور ہم "لَا إِلَهَ مُلْكُ الْأَرْضِ" کہہ رہے تھے ہمارے دل میں نور ایمان تھا، ہمارے دماغ میں اللہ سے ملاقات اور حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنا کاشوق تھا، تو روزہ اس وقت ختم ہوتا ہے۔

اس کا افطار کیا ہے؟ اس کی ضیافت کیا ہے؟ وہ ہے جس ضیافت پر آدمی اپنی جان دے دے۔۔۔۔۔۔ اور اللہ کے بندوں نے جان دی ہے۔ سیکھوں اور ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے اس شوق میں جان دی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا دیوار نصیب ہوا اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ہم جب ہوں تو وہ ہم سے خوش ہوں، راضی ہوں۔ جہاد کے واقعات، غزوتوں اور جنگوں کے واقعات پڑھیے۔ لوگوں نے خوشی خانیں دیں، لیکن ایسا شوق تھا کہ ایک بچہ احمد کی جنگ کے موقع پر آیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے بھی جہاد کرنے کی اجازت دیجیے۔

حضرت ﷺ نے فرمایا: ابھی تم چھوٹے ہو۔ اس نے کہا: میں چھوٹا نہیں، میں لرکتا ہوں۔ اس نے بڑی خوشاد کی کسی نے سفارش بھی کی تو آپ نے اجازت دے دی۔ وہ سب سے صاحبزادے آئے جوڑا راجھوئے تھے کہنے لگے: آپ نے انہیں اجازت دی تھی، مجھے بھی اجازت دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ابھی بچے ہو۔ اس نے عرض کیا: آپ! ہماری کشتنی کر کر دیکھ لیجیے۔ اگر میں اس کو بچپنا ہوں تو مجھ کو اجازت دے دیجیے۔ یہ بچوں کا شوق تھا کشتنی ہوئی اس نے واقعی بچپنا ہوایا اور آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ شہید بھی ہوئے۔ ابو جہل کو دیکھ کر دونوں بھائیوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہیں ابو جہل کو دکھائیے، ہم نے ساہے کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، میں یہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابو جہل کے بارے بتانے پر دونوں بچپنے اور اس کا کام تمام کر دیا۔

اس چھوٹے روزہ کا حکم اور اس کی پانڈیاں سب کو معلوم ہیں۔ سب روزہ دار کھانے پینے سے اور ان تمام بچپنوں سے بچتے ہیں جو منوع ہیں، لیکن اس بڑے روزہ کا خیال بہت کم لوگوں کو ہے، حالانکہ یہ روزہ ہم لوگوں کو اس بڑے روزہ کے طفیل ہی ملائے اس بڑے روزہ کی برکت سے ملائے۔ یوں سمجھیج کے اس بڑے روزہ کے انعام میں ملا

شریعت لے کر آئے تو وہ کذب اور دجال ہے بلکہ ہے دین کا باغی ہے اور واجب انقلش ہے۔ شریعت شریعتِ محمدی ہے اور وہ قیامت تک چلے گی اور ہر جگہ چلے گی۔ اس پر جو چلے گا وہ فلاح یا بھوکا اور سرخرو ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب خدا ہیں جو آپ سے محبت کرے خدا اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اسے اپنے پاپ سے بے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ یہ مرتبہ اور کسی بزرگ ولی کیا چیز کسی بی بی اور رسول کو بھی نہیں ملا۔ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھا تھا۔ ایک تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو۔ عقیدہ بھی ہو۔ محبت بھی ہو اور شفاقت کا شوق بھی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ میں شریعت پر چلنے کا اہتمام بھی ہو۔ آپ پوچھیں آپ کے اندر جذبہ اور جھوک اس بات کی ہو کہ مسئلہ بتائیے! لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں یہ بات پورے طور پر نہیں ہے۔

شادی یا ہاتھ کرنا، خوشی کا اظہار اور حسکہ کیا جائے! کیا طریقہ کار تھا خوشی کا اظہار کیا شریعت و شستت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ماتم کرنا، گاتا جانا، یہ ترک و احتشامِ دھرم و حرام اور شادیوں میں وہ سب کام کرنا، چاہے سود لے کر اور زمینیں پیچ کر کر شوت لے کر ہو۔ بس جس سے نام ہو تھا ریحیت عرفی بلند ہو لوگوں میں اونچے سمجھے جائیں۔ اور یہ جیزیر کا مطالباً اور شدید ہے پر نازیباً سلوک کہ گردن شرک سے جھک جائے! کیسی بڑی بات ہے۔ یہ سب شریعت کے خلاف ہے۔ اللہ کو ناپسند ہے۔ ان سب باتوں میں ہم شریعت کے یا بند ہیں۔ صرف نماز و روزہ میں ہی پابند نہیں ہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں پابند ہیں۔ ہر جیز میں ہمارے لیے نمونہ اُسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنَّكُنْتُمْ تُجْنِيُونَ اللَّهَ فَإِنَّمَا يُعَذِّبُنِي أَنْ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (آل عمران: 31)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔“

تو ایک بات یہ ہے کہ شریعتِ اسلامی پر عمل ہوا اور شریعت کو اپنے سمجھیں کو وہ پوری زندگی میں نافذ ہے پوری زندگی پر اس کا سایہ ہے پوری زندگی اس کے ماتحت ہوئی چاہیے۔ یہ نہیں کہ بس نماز و روزہ شریعت کے

غیرہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ذمہ کچھ کارخانے کر دیے ہیں تو اس میں اللہ کی شان کے خلاف کوئی بات نہ ہو گی ان کی قبولیت اور بزرگی کی وجہ سے اور اپنے ارادہ سے پر کیا ہے اور جب چاہے گا لے گا۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا اسی کام سے پیدا کرنا اور میرا اسی کام سے چلانا اور حکم دینا (اللَّهُ أَكْلَمُ الْخَلْقَ وَالْأَمْرُ)۔ یہ دنیا تاج محل نہیں ہے کہ شاہ جہاں بننا کر چلے گئے اب اس کے بعد کوئی چاہے دیوار پر کچھ لکھ دے دھبہ لگادے کھوچا لگا دے کوئی حقتوڑ دے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے ان کے بس میں کچھ نہیں اور شاہ جہاں کیا خواہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور حکمران ہو۔

لیکن وہ کارخانہ یعنی کارخانہ عالم پورے طور سے اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ وہی خالق کائنات ہے۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور وجود بخشنے والا ہے اور وہی حکمران یا سفید کرنے والا جلتے مارنے والا روزی اور اولادوئیے والا ہے۔ (اللَّهُ أَكْلَمُ الْخَلْقَ وَالْأَمْرُ) آنے کی مدد میں صاف فرماتا ہے:

”اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا باقی جس کو چاہے“ (الناء: 48)

شرک کیا ہے۔ آپ سن لیجئے۔ اس کو سب برا سمجھتے ہیں آپ بھی بر سمجھتے ہوں گے۔ عقیدہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے اور وہی چارہ رہا ہے: (اللَّهُ أَكْلَمُ الْخَلْقَ وَالْأَمْرُ) (الاعراف: 54) اسی کا کام ہے پیدا کرنا، اسی کا کام ہے چلانا۔ اسی کو مانتے ہیں کہ خالق کے قبضہ میں ہے نہ کسی قطب کے قبضہ میں ہے نہ کسی غوث میں ہے نہ کسی ابدال کے قبضہ میں ہے۔ ایک بات یہاں سے لے کر جائے۔ پہلی عقیدہ تو یہ کو جانچئے کہ آپ اللہ ہی کو مُسْبِبُ الْاَسَابِ سمجھتے ہیں اور خالق و رازق سمجھتے ہیں؟

ایک بات تو یہ اور اس کے بعد دوسری بات قیامت کا تھیں و آخرت کا تھیں ہے اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر مانا، خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذین، محبوب رب العالمین مانا، اور یہ ماننا کہ شریعتِ انہی کی پیچلی میں نافذ ہے پوری زندگی پر اس کا سایہ ہے اور قیامت تک چلے گی اور آخرت میں کام آئے گی۔ قیامت تک اور کسی کی شریعت نہیں چلے گی۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کہتا تو اس کی خاصی کرو، کسی کا مقصد مہ جتا دو وغیرہ

ہے اور عید بھی اسی روزے کے طفیل میں ہی ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو نہ نماز ہوتی، نہ روزہ ہوتا۔ اور دیکھ لیجئے جہاں اسلام نہیں ہے وہاں نہ نماز ہے نہ روزہ ہے نہ کلمہ ہے نہ اللہ تعالیٰ تھیں ہے نہ اس کے واحد ہونے کا لیکھن ہے نہ حشرکا

نہ روزہ قیامت کا نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یہ سب دولت ایمان ہم کو اسلام کے طفیل میں ہے۔ ہم گن بھی نہیں سکتے کہ کیا کیا دل تھیں ہم کو اسلام کے طفیل میں ہیں۔ اسلام کے طفیل میں آدمیت ملی ہے انسانیت ملی ہے عزت ملی ہے طاقت ملی ہے روحانیت ملی ہے اور مرنے کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت ملے گی۔

روزہ (رمضان کے روزہ یا نفل) میں پانی پینے سے روزہ نٹوٹ جاتا ہے کھانا کھانے سے روزہ نٹوٹ جاتا ہے یہ روزہ نٹوٹ جاتے تو سائھ روزے رکھنے چاہئیں، تب ان کی قضا ہو گی، لیکن وہ روزہ جو اسلام کا روزہ ہے اس کا بہت کم لوگوں کو خیال ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ اس میں کیا کیا چیزیں ممکن ہیں۔ اس میں کھانے پینے کی محدود چیزیں جو حرام ہیں ممکن ہیں۔ اس میں شرک ممکن ہے۔ سب سے بدتر چیز جو اللہ کو ناپسند ہے وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے:

”اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا باقی جس کو چاہے“ (الناء: 48)

شرک کیا ہے آپ سن لیجئے۔ اس کو سب برا سمجھتے ہیں آپ بھی بر سمجھتے ہوں گے۔ عقیدہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے اور وہی چارہ رہا ہے: (اللَّهُ أَكْلَمُ الْخَلْقَ وَالْأَمْرُ) (الاعراف: 54) اسی کا کام ہے پیدا کرنا، اسی کا کام ہے چلانا۔ اسی کو مانتے ہیں کہ خالق کے قبضہ میں ہے نہ کسی قطب کے قبضہ میں ہے نہ کسی غوث میں ہے نہ کسی ابدال کے قبضہ میں ہے۔ ایک بات یہاں سے لے کر جائے۔ پہلی عقیدہ تو یہ کو جانچئے کہ کائنات کا چلانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ کارخانہ عالم تو اللہ نے بنایا، ”کُنْ فَيَكُونُ“ کہہ دیا، بس بن گئی، لیکن چلانے میں دوسری ہستیاں شریک ہیں جیسے کوئی بادشاہ اپنی مرضی سے کوئی کام کسی کے پر کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر مانا، خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذین، محبوب رب العالمین مانا، اور یہ ماننا کہ دم کر دے، بھائی تم خیرات بانداز کرو تم دیکھو کھانے پینے کا خیال رکھنا، نفل پہنچا دو، کچھ پہنچا دو، جس کی ضرورت ہو، کوئی پیار ہو اس کو خشفا دے دو، کسی کے اولاد نہیں ہے اس کو اولاد عطا کرو، کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہے اس کی خاصی کرو، کسی کا مقصد مہ جتا دو وغیرہ

مطابق ہوں، اس کے لیے مسئلہ پوچھیں "اور نکاح و طلاق تجارت اور کاروبار میں آزاد ہیں۔ لاٹری بھی چل رہی ہے جو ابھی چل رہا ہے، شیلی ویژن بھی دن رات چل رہا ہے (جو ابو الحدیث کی بہترین تشریح ہے)، اسراف اور فضول خرچی بھی چل رہی ہے، نمودرمانش بھی جاری ہے، ہماری قوم (یعنی ہندو) کی تقاضی بھی چل رہی ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد روزہ میں جیسے غیبت منع ہے ایسے ہی اس روزہ میں بھی غیبت منع ہے۔ اس طرح جھوٹ بولنا، فلش بکنا، رشتہ لینا اور رشتہ دینا، سود خوری اسراف اور فضول خرچی منوع ہے۔ تو آپ یہ سمجھ کر جائیں روزہ کے بعد ہم آزاد ہیں، ہرگز نہیں! ہم آزاد نہیں ہیں، وہ روزہ برابر چلتا ہے گا، وہ روزہ اب بھی ہے۔ بلکہ وہ اس روزہ پر بھی سایہ فیگن ہے اور یہ روزہ اس روزہ کا جزو ہے جو آپ رکھ رہے ہیں۔ وہ روزہ چلتا رہے گا، تا جائز، ناک، بکا، ناجائز، حرام ذرائع آمدی، رشتہ وغیرہ جن سے میسے ملتے ہیں، حرام ہیں اور قیامت تک ناجائز ہی رہیں گے۔ اسی طرح سو ہے کہ بعض لوگ اس دوڑ پفت میں اس کے جواز کی شکلیں نکال رہے ہیں، کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ جس چیز کو شریعت و دین نے حرام قرار دیا ہے، قیامت تک حرام ہی رہے گی۔

کوشش یہ کیجیے کہ آپ کا روزہ صحیح طریقہ پر افظار ہو، شاہ غلام علی، مجددی و بلوی رحمۃ اللہ علیہ تقدیم یہ مجددیہ سلسلہ کے کبار مشارک نہیں تھے۔ نواب میر خان نے جوان کے مرید تھے، ارادہ کیا جب انہوں نے سن کر حضرت کے یہاں پاٹچ پاٹچ سوآدمی رہتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور آپ ہی کو ان کی ضروری بات پوری کرنا پڑتی ہیں، کوئی آمدی نہیں، کوئی جائیداد نہیں، تو انہوں نے ایک بڑی رقم پیش کرنا چاہی اور کہا کہ حضرت اس کو مقبول فرمائیں۔ فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا اور جب آفتاب ڈوبنے لگے تو کوئی روزہ نہیں توڑتا۔ اب میرا آفتاب عمر ڈوبنے کے قریب ہے۔ اب کوئی جتنا کہے کہ یہ چیزیں لے لوئیں دو اکھا لوئیں روزہ نہیں کھولوں گا، کہ تمام دن روزہ رکھا اور اب جب افظار کا وقت قریب ہے تو توڑ دوں!

ہر شخص کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اسلام کا روزہ ہے، ساری عمر کا روزہ ہے، کبھی نہیں توٹ سکتا۔ جو چیزیں حرام ہیں، حرام ہیں، غلط ہیں، غلط ہیں، عقیدہ خالص ہونا چاہیے۔ سمجھ لیجئے، کوئی قسم بری بھلی بنا سکتا ہے، نہ کوئی آئی ہوئی بلا کوئاں سکتا ہے، نہ اولاد سے سکتا ہے، نہ کوئی دلا سکتا ہے کہ آپ کسی اور سے مانگیں، جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگیں جو سچ و حیب ہے۔ وہ فرماتا ہے:

«وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيبٌ طَّاجِيْبٌ دَعْوَةُ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لَفْلِيْسْتَجِيْبُوا لِيْ» (المائدہ: 3)

میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا.....، چاہے کوئی تہذیب لیں لانا چاہے سلطنت کے بادشاہ کہے کہ ایسا کرو اور ویسا کرو، بڑے سے بڑا مسلمان اور علم کا دعوی کرنے والا کہے، کچھ ہونے کوئی۔ جو چیز حرام ہے قیامت تک

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی فیبلی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم لی ایں کمپیوٹر سائنس، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزان کا حامل رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-6395517

اشتہار دینے والے حضرات توٹ کر لیں کہ اداوارہ ہذا صرف اطلاقی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ پر فوری عمل درآمد کیا جائے

حکومت فوری طور پر اللہ اور رسول ﷺ سے جاری جنگ ختم کرے

26 رمضان المبارک 1443ھ (بسطابق 128 اپریل 2022ء)، وفاقی شرعی عدالت

نے سودوکی حرمت کا حقیقی فصل دیا۔ اس سال 26 رمضان المبارک 1444ھ (کو وفاقی

شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کو آئے ایک تقریباً سال پورا ہو جائے گا۔ لیکن ابھی

تک حکومت نے اس پر قوتی بھر عمل نہیں کیا۔ گوشۂ ایک برس کے دوران اس فصل کو کتنی

افراد، اداروں اور جمکن کی جانب سے پریم کوت کے شریعت ایجنت ٹیک میں چلتی کر دیا

گیا۔ ایسا یہ وہ ایسا یہ راجح ہے۔ اگرچہ میٹن بک آف پاکستان اور جنپل بک

نے اپنی دائرہ کردہ اپنیں واپس لینے کی درخواستیں دائرہ کردی ہیں لیکن ابھی بھی اس فصل

کے خلاف دوڑ جن سے زائد اپنیں موجود ہیں۔ گویا مملکت خدا داد پاکستان میں سودوی

نظام کے خاتمہ کا معاہدہ ایک مرتبہ پھر بھائی میں پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری اور حقیقی

کلام، قرآن مجید میں انسانوں کی خیر و رکرتا ہے کہ اگر وہ اللہ کے ذکر سے اعراض کر جیں گے

تو اللہ تعالیٰ ان کی معیشت کو تکمیل کر دے گا (حوالہ سورۃ طہ: 124)۔ پون صدی

سے ہم اللہ کے ذکر بخوبی قرآن کریم سے روگوانی کرتے آرے ہیں جس کے باعث آج

پاکستان پر خفت معاشریں تسلیم و تباہی سلطان کر دی گئی ہے۔ ہمارے اپنے کرتوں اور مدد

رسول ﷺ سے ملکیتیم سے بخاوت کا نتیجہ ہے کہ آج ملک کی معیشت و بیتی لیز پر ہے۔ غربت،

افراس، بے روزگاری اور مینگانی عروج پر ہیں۔ زرمیاول کے ذرا خاطر ناک ترین سطح تک

گزر چکے ہیں۔ ملک عمیل طور پر یا یہ یا یہ چکا ہے۔ صفتیں بند ہو رہی ہیں۔ برآمدات انتہائی

کم ہو گئیں اور درآمدات کے لیے رقم نہیں۔ ذرا کے مقابلے میں روپیہ مسلسل گمراہ ہا

ہے۔ شرح سود میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے اور اعلیٰ تاریخ کی پہنچ ترین سطح پہنچ چکا ہے۔

بینیادی ضروریات زندگی کی تمام ایسا عوام کی ایک عظیم اکثریت کی وجہ سے باہر ہیں۔

حکم بالائے حکم یہ کہ حکومت IMF کی تمام شراکتوں میں عن تسلیم کر کے ایسے معاشری فیصلے لے

رہی ہے جس کی وجہ سے عوام انساں پس کر رہے گئے ہیں۔ یہاں اظہر من المخلص ہے کہ

ظاہری اسباب کے مطابق پاکستان کی معاشری بدحالی کی بیانیا و وجہ سودی معیشت ہے۔

فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ پر عمل شرکتا اور سودی معیشت کو جاری رکھنا اور حقیقت

اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بن رہا ہے۔ میں یہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان کو سلام کی بینیاد

پر قائم کیا گیا اور قائد اعظم محمد علی جناح نے 1948ء میں میٹن بک آف پاکستان کی

پشاور برائج کے افتتاح کے موقع پر دو کافی الفاظ میں ملک کے معاشری نظام کی مست کافیں

کرتے ہوئے کہا کہ اسے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق استوار کیا جائے گا۔ لہذا

حکومت کافر فرض ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے 28 اپریل 2022ء کے فیصلہ کو سن و عن

تسلیم کرتے ہوئے ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کے لیے فی الفور عملی اقدامات

کرے۔ وفاقی شرعی عدالت کے مطابق ملکی معیشت کو 31 ستمبر 2027ء تک

تمکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے۔ اس حوالے سے ہماری پریم

کورٹ کے شریعت اپنیاں ٹیکے بھی پڑھوڑا جیل ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے

کے خلاف تمام اپنیوں کو فی الفور خارج کیا جائے۔ عدالت عظمی سے بھی استدعا ہے کہ

حکومت اور معیشت سے متعلق تمام اداروں کو بہایا جاری کی جائیں کہ وہ اپنی آئینی

اور قانونی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے مطابق ملکی

معیشت کو جلد اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ بحیثیت

مسلمان ہم پر لازم ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کو ختم کریں تاکہ

پاکستان پر اللہ تعالیٰ کی رخیق نازل ہوں اور ہم دنیا و آخرت میں سرخ رو ہو سکیں۔

(دیکھو: ﴿اللَّهُ أَكْبَر﴾ شیعیان الدین شیعیان)

ڈاہلہ الاسلام مرکز تبلیغ اسلامی، 23 کلو میٹر، ملتان روڈ، چونکہ لاہور

Email:markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

فون: 042) 35473375-78 (042) 35473375-78

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 356 دن گزر چکے!

تعجیل گرہشہ شارہ (نمبر 15) میں گوشۂ انداد اوس کے ضمن میں دی گئی

تاریخ 28 اپریل 2023ء کو 28 اپریل 2022ء پر ڈھالا جائے۔

financial independence, many smaller economies have grown increasingly wary of their exposure to dollar-denominated debt. This, coupled with a push to strengthen regional trade ties, has spurred many countries to seek alternatives to the dollar. The rise in the dollar's value has also translated into a sharp increase in import bills for essential commodities such as fuel and food. This has been a particular concern for nations that rely heavily on imports from other countries, as the cost of these goods can quickly become prohibitive in the face of a strong dollar. Egypt provides a compelling example of the challenges faced by countries burdened by dollar-denominated debt. In recent years, the country has been forced to take on ever-increasing levels of borrowing in order to stabilize its economy and prop up the value of its currency, the Egyptian pound.

However, this strategy has come at a significant cost, with the country's sovereign debt soaring by a factor of four over the past decade. Much of this debt has been denominated in dollars, exposing Egyptians to the vagaries of the global economy and making it increasingly difficult to maintain their standard of living. Egypt is being pushed to the brink as it struggles to manage its soaring dollar-denominated debt and the skyrocketing cost of borrowing. With the Egyptian pound at risk of losing its purchasing power and the threat of a sovereign debt crisis looming, the government is under pressure to explore alternative funding sources to avoid economic destabilization and political unrest.

The challenges faced by Egypt are emblematic of the broader challenges faced by many countries around the world, as they seek to navigate an increasingly complex and interconnected economic landscape. Same is the case with Pakistan and many other countries who are being excessively burdened because their currencies are pegged with the US dollars. As nations grapple with the impact of sanctions, shifting trade patterns, and volatile currency markets, the move towards de-dollarisation represents a critical response to these challenges, offering a way to safeguard against the uncertainties of the global economy and chart a course towards greater stability and prosperity.

Courtesy: <https://pakobserver.net/de-dollarization-viable-solution-for-the-developing-countries-by-dr-imran-khalid/>

De-dollarization: Viable solution for the developing countries

In the wake of the year-long conflict between Russia and Ukraine, the world has experienced significant changes in economic, geopolitical and cultural spheres. However, the most profound effect of the conflict is its impetus towards multipolarity – the redistribution of global economic power among several advanced economies rather than being concentrated in a single hegemonic power – the United States. This shift towards a more balanced global power dynamic has been accelerating and is likely to continue. The culmination of World War II prompted the US dollar to dominate the financial world for over eighty years, but now another conflict in the backyard of Europe has applied a reverse gear to this phenomenon – de-dollarization.

When the Americans imposed a cascade of sanctions against Russia last year – including freezing nearly half of Russia's foreign currency reserves, which amounts to \$300 billion, and the exclusion of major Russian banks from SWIFT, an interbank messaging service used for international payments—they were expecting that the Russian economy to be squeezed to the point of surrender. However, the financial sanctions against Russia, billed as the "weaponization" of the dollar, resulted in a different outcome – the rise of alternative financial infrastructures promoted by the US's two most significant geopolitical competitors – China and Russia. In response to these measures, these nations have moved to develop their own financial systems, which could potentially diminish the US dollars' global financial dominance.

The movement towards de-dollarisation is by no means confined to Russia and China alone. Rather, it is a global trend, with nations and regions from India to Argentina, Brazil to South Africa, and the Middle East to Southeast Asia all redoubling their efforts to reduce their reliance on the dollar. At the core of this drive towards financial independence lies a deep-seated fear among many countries: that the United States may one day use the full weight of its currency to target them with the same devastating

sanctions that have been imposed on Russia. The recent surge in de-dollarisation initiatives can be traced back to this growing anxiety, as countries seek to protect their economic interests and safeguard against potential future threats.

From the collapse of the Bretton Woods system to the launch of the euro by the European Union in 1999, and from the aftermath of the 2008-2009 financial crisis to the present day, questions about the dollar's weakening hold on the global economy have persisted. Today, the world's central banks fell below 59% of their foreign exchange reserves in dollars in the final quarter of last year – a decline from 70% in 2000 – depicting the simmering trend towards de-dollarization. During the same period, the euro has registered only a modest increase in its share of global reserves, rising from 18% to just under 20% today. In contrast, the Chinese renminbi (RMB/yuan), despite accounting for less than 3% of the world's reserve currency holdings, has been showing very rapid growth since 2016.

The impact of US-led economic sanctions has been felt by a significant portion of the global population. For many, the consequences of these sanctions have been severe, limiting their ability to engage in essential economic and financial activities that are often priced in dollars. In response, there has been a growing movement towards de-dollarization, as countries seek to reduce their exposure to the vagaries of US foreign policy and safeguard against the impact of sanctions. The rapid appreciation of the dollar in recent years has had far-reaching implications for countries around the world. One significant impact has been on dollar-denominated debt, which has become considerably more expensive to repay as the currency has surged in value.

The dollar's value has fluctuated significantly in recent years, with the currency currently standing at over 10% higher than its value at the start of the Ukraine conflict in February 2022, and a whopping 30% higher than a decade ago. In the quest for

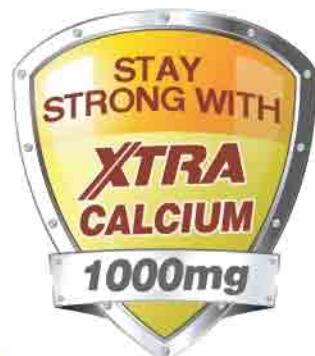
Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)



**MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM**

Takes you away from
Malaise & Fatigue



Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low
calories sweetner



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your
Health Devotion